



# سکلنگ فاؤنڈیشن



خوشخبری

گھر بیٹھے کال کریں اور اپنا تعلیمی کام مکمل کروائیں

خوشخبری

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

## علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

لیسن پلین۔ فائنل لیسن پلین

حل شدہ اسائنمنٹ۔ پی ڈی ایف۔ ورڈ فائل۔ ہاتھ سے لکھی

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

مکمل حل شدہ تھیسس

گیس پیپرز۔ پاسٹ پیپرز

پریکٹس رپورٹ۔ ٹیچنگ پریکٹس

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

انتہائی مناسب ریٹ

بکس منگوائیں۔ آن لائن ٹیوشن

داخلہ بھجوائیں۔ فیس جمع کروائیں

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

**نوٹ:** تمام یونیورسٹیز کے آن لائن داخلے بھجوانے اور حابز کے لیے آن لائن اپلائی کروانے کے لیے رابطہ کریں۔

اسائنمنٹ ایل ایم ایس پر اپلوڈ کروائیں

آن لائن ورکشاپس۔ ٹیوٹرلسٹ

**اس کے علاوہ:** کمپوزنگ، سکینگ، کلرپرٹنگ، فلیکس بنوانے، وزٹنگ کارڈ، سٹیمپ، لیٹر پیڈ، کاروبار کے لیے ویب سائٹ بنوانے، سکول کالجز کے لیے آئی ٹی لیب بنوانے اور لیب ٹاپ خریدنے کے لیے رابطہ کریں۔

Skilling.pk

Diya.pk

WhatsApp: 0332-4646739

WhatsApp: 0314-4646739

(PAY ONLINE)



اگر آپ تعلیمی نیوز، حابز اور باقی تمام اپ ڈیٹس اپنے موبائل پر فری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو نیچے دیے گئے واٹس ایپ نمبر کو اپنے موبائل میں سیو کر کے اپنا نام لکھ کر واٹس ایپ کر دیں۔ سٹیٹس روزانہ لازمی چیک کریں۔



Skilling.pk



0314-4646739



0332-4646739

خوشخبری

# سکلنگ فائونڈیشن

خوشخبری

## سلامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

### گھر بیٹھے کال کریں اور اپنا تعلیمی کام مکمل کروائیں

ہاتھ سے لکھی

Skilling.pk

تخصیص

Skilling.pk

پاسٹ پیپرز

Skilling.pk

کی بکس منگوائیں

Skilling.pk

انتہائی  
مناسب ریٹ

براہ کرم ہمیں مسیج بھیجنے کے بعد اپنی  
باری کا انتظار کریں۔  
ہم جلد از جلد آپ کو جواب دیں گے۔



ورڈ فائل

Diya.pk

پریکٹس رپورٹ

Diya.pk

گیس پیپرز

Diya.pk

کی بکس منگوائیں

Diya.pk

پی ڈی ایف

WhatsApp: 0332-4646739

فائل لیسن پلین

WhatsApp: 0332-4646739

داخلہ بھجوائیں

WhatsApp: 0332-4646739

فیس جمع کروائیں

WhatsApp: 0332-4646739

حل شدہ اسائنمنٹ

WhatsApp: 0314-4646739

لیسن پلین

WhatsApp: 0314-4646739

ٹیچنگ پریکٹس

WhatsApp: 0314-4646739

آن لائن ٹیوشن

WhatsApp: 0314-4646739

اسائنمنٹ ایل ایم ایس پر اپلوڈ کروائیں

اگر آپ تعلیمی نیوز، رجسٹریشن، داخلہ، ڈیٹ شیٹ، رزلٹ، اسائنمنٹ، جابز اور باقی تمام آپ  
ڈیٹس اپنے موبائل پر فری حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو نیچے دیے گئے واٹس ایپ نمبر کو اپنے  
موبائل میں سیو کر کے اپنا نام لکھ کر واٹس ایپ کر دیں۔ سٹیٹس روزانہ لازمی چیک کریں۔

**نوٹ:** اس کے علاوہ تمام یونیورسٹیز کے آن لائن  
داخلہ بھجوانے اور جابز کے لیے آن لائن اپلائی  
کروانے کے لیے رابطہ کریں۔

«PAY ONLINE»

easypaisa

Jazz Cash

Upaisa

UBL  
where you come first

Skilling.pk



0314-4646739



0332-4646739

## مشق نمبر 1 سیرت طیبہ (436) بہار 2021ء

سوال 1: سیرت کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کو وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب: سیرت کا لغوی مفہوم

لفظ سیرۃ (عربی میں یہ لفظ اسی طرح لکھا جاتا ہے مگر اردو، فارسی میں اسے لمبی ”ت“ کے ساتھ لکھنے کا عام رواج ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کتاب میں بھی یہی املا (سیرت) اختیار کی گئی ہے۔ یہ لفظ عربی زبان کے جس مادے اور فعل سے بنا ہے، اس کے لفظی معنی ہیں چل پڑنا۔ راستہ لینا، رویہ یا طریقہ اختیار کرنا، روانہ ہونا، عمل پیرا ہونا وغیرہ۔ اس طرح ”سیرت کے معنی حالت، رویہ، طریقہ، چال، کردار، خصلت اور عادت کے ہیں۔ صورت کے ساتھ مل کر یہ لفظ باطن کی صورت یا حقیقت کیلئے استعمال ہوتا ہے مثلاً صورت و سیرت کہنا۔ کسی کا شعر ہے:

سیرت کے ہم غلام ہیں، صورت ہوئی تو کیا  
سرخ و سفید مٹی کی صورت ہوئی تو کیا  
اس سے ہم اردو میں تعمیر سیرت، سیرت سازی، پختگی سیرت، نیک سیرت، بد سیرت اور حسن سیرت وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

### مطالعہ سیرت کی ضرورت و اہمیت

مسلمانوں کیلئے مطالعہ سیرت ایک اہم دینی فریضہ ہے لیکن غیر مسلم بھی مطالعہ سیرت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ البتہ ہر ایک کے مطالعے کی غرض و غایت جدا جدا ہے غیر مسلم (اہل علم) کا سیرت نبوی پر توجہ دینا دو وجہ سے ہے:

☆ اولاً اس لئے کہ وہ اس جلیل القدر داعی دین کے حالات زندگی معلوم کرنا چاہتے ہیں جس کی تعلیم نے 23 برس کی قلیل مدت کے اندر دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا جس کی تاریخ میں کہیں مثال نہیں ملتی اور جس داعی نے عرب قوم کی ناگفتہ بہ حالت کی کایا ہی پلٹ دی اور ایک ایسی امت تیار کر دی جس کے شاندار کارنامے مؤرخین عالم کیلئے نہایت دلچسپ اور موجب صد حیرت ہیں ایسے لوگوں کیلئے مطالعہ سیرت ایک عملی مشغلہ ہے۔

☆ ثانیاً بعض بلکہ اکثر غیر مسلم، اسلام اور پیغمبر اسلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خلاف اپنے بعض وعناد کے اظہار کیلئے بھی اپنے مطالعہ سیرت کو ایک ذریعہ بناتے اور واقعات کو توڑ مڑ کر اپنے زہریلے ڈنگ چلانے کے مواقع تلاش کرتے ہیں اس طرح وہ خود گمراہ ہوتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔

### مسلمانوں کیلئے مطالعہ سیرت کی اہمیت

مسلمانوں کیلئے مطالعہ سیرت محض ایک علمی مشغلہ نہیں بلکہ اہم دینی ضرورت ہے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری مسلمانوں پر واجب اور فرض قرار دی ہے بلکہ مسلمانو! تمہارے لئے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذات گرامی میں ایک اچھا نمونہ موجود ہے کہہ کر مسلمانوں کیلئے ضروری ٹھہرا دیا کہ وہ اس بات کو دریافت کریں کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا سوہ معلوم کرنے کیلئے ہمیں لامحالہ آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت پاک کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

### اسلام کو سیکھنے کیلئے مطالعہ سیرت کی ضرورت

ایک مسلمان کیلئے مطالعہ سیرت کی ضرورت و اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ اسلام کو صحیح طور پر سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کیلئے سیرت پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو پیش نظر رکھنا اور پیش کرنا ضروری ہے آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے زمانے میں خصوصاً ابتدائی مکی دور میں لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچنے کا باعث دو ہی چیزیں تھیں۔ قرآن اور شخصیت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم یعنی کلام پاک اور سیرت پاک کی تاثیر آج بھی ٹھیک ٹھیک مسلمان بننے کیلئے اور دوسروں کو حقیقی اسلام سمجھانے کیلئے ان ہی چیزوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ دراصل یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم قرآنی تعلیمات کا بہترین عملی نمونہ ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کسی ایسی بات کی تعلیم نہیں دی جس پر خود عمل کر کے نہ دکھایا ہو۔

### کتب حدیث

کتب حدیث میں بیان کردہ واقعات سیرت، قرآن کے بعد، باقی تمام ماخذ سیرت سے زیادہ مستند اور زیادہ قابل اعتماد ہیں یوں تو کتب حدیث کی تعداد زیادہ ہے لیکن ان میں سے زیادہ مشہور بلحاظ صحت زیادہ قابل اعتماد اور بلحاظ مواد زیادہ جامع کتب حسب ذیل شمار ہوتی ہیں:

نام کتاب/مشہور نام	مؤلف	سنہ وفات
1- مؤطا	امام مالک ابن انسؒ	179ھ
2- المسند یا مسند احمد	امام احمد بن حنبل شیبانیؒ	241ھ
3- الجامع الصحیح	امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ	256ھ
4- الجامع الصحیح	امام مسلم بن الحجاج نیشاپوریؒ	261ھ
5- جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ	270ھ
6- سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید ابن ماجہؒ	273ھ
7- سنن ابی داؤد	امام سلیمان بن اشعث سجستانیؒ	278ھ
8- سنن نسائی	امام احمد بن شعیب نسائی (خراسانی)	302ھ

### تواریخ حرین

حرین سے مراد ہے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔ اسلام میں ان دونوں شہروں کو جو اہمیت حاصل ہوئی، اس کی بناء پر بعض علماء نے خاص ان شہروں کی تاریخ اور ان کے اہم تاریخی مقامات سے متعلق معلومات کو مستقل تالیفات کا موضوع بنایا۔ اس قسم کی کتابوں میں بعض مقامات کے ذکر کی مناسبت سے سیرت طیبہ کے بعض اہم واقعات بھی ملتے ہیں بلکہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے تواریخ حرین پر لکھی گئی کتابوں میں سیرت نبوی سے متعلق ایسی معلومات بھی مل جاتی ہیں جو عام کتب تاریخ و سیرت میں مذکور نہیں ہوتیں۔ اس قسم کی کتابیں یعنی مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ یا حرین کی الگ الگ یا اکٹھی تاریخیں اب تک لکھی جا رہی ہیں۔

### تاریخ اسلام یا تاریخ عالم پر کتابیں

- 1- امام ابن جریر محمد بن جریر طبری (وفات 310ھ 933ء) کی کتاب ”تاریخ الرسل والملوک“ جو عام طور پر تاریک طبری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب اسلام کی ابتدائی تین صدیوں کی سب سے جامع تاریخ ہے۔ اس میں واقعات کی ترتیب سن وار ہے۔ یعنی ایک سال کے تمام واقعات ایک جگہ بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن یورپ اور مصر سے شائع ہو چکے ہیں۔ مکمل کتاب آٹھ جلدوں میں ہے۔ تاریخ طبری کی اس جلد (حصہ سیرت) کا اردو ترجمہ بھی جامعہ عثمانیہ کے اہتمام سے حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکا ہے۔
- 2- ابن الاثیر (علی بن الاثیر) (وفات 630ھ) کی تاریخ الکامل جو مکمل کتاب نو (9) جلدوں میں ہے (منیر یہ مصر) اس کی بھی دوسری جلد سیرت طیبہ پر مشتمل ہے۔
- 3- حافظ ابن کثیر (اسماعیل بن عمر) دمشق کی کتاب البدایہ والنہایہ تاریخ اسلام کی ایک اہم اور معتمد علیہ کتاب ہے۔ اس کتاب کی نو (9) جلدوں میں سے (مطبوعۃ السعاده) دوسری سے چھٹی تک کی پانچ جلدیں سیرت سے متعلق ہیں۔

### طبقات مشاہیر

- عام اور مسلسل تاریخ اسلام (سنہ وار) لکھنے کے علاوہ بعض مسلمان اہل علم نے مشہور شخصیتوں کی اقسام الگ الگ کر کے ہر گروہ یا طبقے کے مشاہیر کے حالات الگ کتابوں میں جمع کیے مثلاً صحابہؓ، حفاظ و قراء، شعراء، علمائے لغت و نحو، اطباء وغیرہ۔ اس قسم کی کتابیں عموماً طبقات کے نام سے لکھی گئی ہیں۔ مثلاً طبقات صحابہؓ، طبقات القراء، طبقات الاطباء وغیرہ۔ اس قسم کی کتابوں میں جن کا تعلق خصوصاً صحابہ کرامؓ سے ہے، ان میں سیرت طیبہ پر بھی بہت کچھ مواد ملتا ہے۔
- 1- بلاذری (محمد بن یحییٰ) کی ”انساب الاشراف“ یہ عربوں کی ایک جامع تاریخ ہے جس کی ترتیب ان کے نامور خاندانوں کے اعتبار سے رکھی گئی ہے۔ سب سے پہلے بنو ہاشم کا ذکر ہے اور اس میں پوری سیرت آ گئی ہے۔ بلاذری نے 279ھ میں وفات پائی۔
  - 2- ابن سعد (محمد ابن سعد) کی کتاب الطبقات الکبیر جو مختصر ”طبقات ابن سعد“ کے نام سے مشہور ہے۔

### کتب سیرت

- ایسی کتابیں جن کے مؤلفین نے صرف سیرت طیبہ ہی سے متعلق واقعات کو الگ ایک تالیف میں جمع کیا۔ ہمارا اصل موضوع اس قسم کی کتابیں ہی ہیں۔
- 1- کتاب المغازی۔ مؤلفہ موسیٰ بن عقبہ (وفات 141ھ) یہ تابعی تھے اور انہوں نے عہد رسالت کی اخبار و روایات کے جمع کرنے میں کمال جانفشانی کا ثبوت دیا۔ امام مالک ان کے بڑے مداح تھے۔ ان کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ کم عمر اور ناسمجھ لوگوں سے روایت نہیں لیتے تھے بلکہ ہمیشہ پختہ عمر اور پختہ فہم کے لوگوں سے روایت حاصل کرتے تھے۔



2- کتاب ”سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مؤلفہ محمد بن اسحاق (وفات 150ھ) محمد بن اسحاق بھی تابعی تھے اور انہوں نے سب سے پہلے ”سیرت ابن اسحاق“ کے عنوان سے کتاب لکھی جس کی جامعیت، تفصیل اور معلومات کی فراوانی کی بناء پر اکثر اہل علم نے اسے قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا۔

### کتب سیرت کی کثرت تالیف

مطالعہ سیرت کی ضرورت اور اہمیت کا نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ پر بے حد و بیشمار کتابیں دنیا کی مختلف زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ سائنسی مضامین کے برعکس سیرت کا مواد ایک جامد مواد ہے یعنی اس میں اب معلومات اور حالات کی حد تک۔ کسی مزید اضافے کی کوئی گنجائش نہیں بس انداز بیان، طریق فکر، زاویہ نگاہ اور اسلوب ترتیب کے فرق سے سینکڑوں تالیفات وجود میں آ چکی ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ کے پروفیسر مارگو لیو تھ (D.S. Margoluth) نے 1905 میں آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے حالات پر اپنی کتاب Muhammad and The First Rise of Islam کے نام سے لکھی تو اس کا آغاز ان الفاظ سے کیا تھا ”حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے سیرت نگاروں کا ایک طویل سلسلہ ہے جس کو ختم کرنا ناممکن ہے لیکن اس میں جگہ پانا باعث شرف ہے۔

تصنیف و تالیفات کا یہ سلسلہ بدستور جاری ہے اور جاری رہے گا۔ آج سے چند سال پہلے اقوام متحدہ کے ثقافت و تہذیب اور تعلیم و تمدن سے متعلق ایک ذیلی ادارہ یونیسکو UNESCO نے دنیا بھر کی مشہور شخصیتوں پر لکھی گئی کتابوں کا ایک جائزہ پیش کیا تھا۔ اس کی رپورٹ میں یہ لکھا گیا کہ جس قدر کتابیں نبی اسلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بارے میں لکھی جا چکی ہیں، اس کا عشر عشر بھی کسی ایک شخصیت کے بارے میں نہیں لکھا گیا۔ 1963 میں اسلامیہ کالج لاہور میں کتب سیرت کی ایک نمائش منعقد ہوئی تھی جس میں پیش کردہ کتب کی فہرست کالج نے شائع کی تھی۔ اس میں دنیا کی گیارہ زبانوں کی آٹھ سو سے زائد کتابیں مذکور ہیں۔ سال 1974، 1978 میں حکومت پاکستان نے بین الاقوامی نمائش کتب سیرت منعقد کرائی جس میں صرف چودھویں صدی ہجری میں لکھی جانے والی کتب سیرت رکھی گئی تھیں جن کی تعداد چار ہزار سے متجاوز تھی۔ ایسی نمائش یقیناً اہل علم و ایمان کے دیدہ و دل کیلئے سامان صد تجلی ہے۔

### سیرت کا اصطلاحی مفہوم

ایک طویل تاریخی عمل کے بعد لفظ ”سیرت“ ایک اصطلاح بن گیا ہے۔ اب سیرت سے مراد صرف رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مبارک زندگی کے حالات و واقعات سمجھا اور مانا جاتا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے علاوہ کسی اور شخصیت کے حالات کو بیان کرنے کیلئے ”سیرت“ کا لفظ استعمال نہیں ہوتا اور کتب سیرت سے مراد صرف آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت ہی لی جاتی ہے۔ اب اگر مطالعہ سیرت، کتب سیرت وغیرہ کا ذکر کیا جائے تو چاہے ”رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم“، ”نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم“، پیغمبر، یا ”مصطفیٰ“ وغیرہ الفاظ نہ بھی ہوں، تب بھی اس سے مراد آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت ہی لی جاتی ہے بلکہ بعض دفعہ تو لفظ ”سیرت“ کو کتاب کے مصنف کی طرف مضاف کر کے بھی یہی معنی لئے جاتے ہیں مثلاً ”سیرت ابن ہشام، کا مطلب ابن ہشام کے حالات زندگی نہیں ہے بلکہ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے حالات ہیں جو ابن ہشام مصنف کتاب نے جمع کیے ہیں۔

سوال 2: بحث حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے قبل دنیا کے عام حالات پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: قبل از اسلام عرب دنیا کے اخلاقی و معاشرتی رسوم و رواج

اہل عرب بتوں کی پرستش کرتے تھے مگر ان کو خدا نہیں، خدا کا سفارشی سمجھتے تھے، عام خیال کے مطابق 32 بت کعبے میں موجود تھے، اس کے علاوہ تصویریں بھی تھیں، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم وغیرہ کی بھی تصویریں تھیں، حال یہ تھا کہ ایک ہی گھر میں کوئی بت پرست ہوتا کوئی عیسائی اور کوئی لاد مذہب، گویا فکری افراتفری کا عالم تھا، بت پرستی کے علاوہ وہ سالانہ حج کا تہوار بھی مناتے، طواف کعبہ اور وقوف عرفات کی پابندی بھی کرتے لیکن انہوں نے طرح طرح کی بدعتیں اور رسمیں ایجاد کر رکھی تھیں اور دین ابراہیمی کو کیا سے کیا بنا دیا تھا، ماہ ذالحجہ کے ایک ماہ قبل اور ایک ماہ بعد اور جب یعنی چار مہینوں کو محترم خیال کرتے تھے اور اس میں قتل و خون ریزی بالکل نہ کرتے۔

قبل اسلام عربوں کے اخلاقی، معاشرتی، معاشی، تمدنی اور سیاسی حالات

مکہ معظمہ ایک بنجر زمین تھی، چاروں طرف بلند پہاڑیوں سے گھری ہوئی، اسی لئے رومی، ایرانی اور حبشی بادشاہوں کی کوشش کے باوجود یہ خطہ ان کے قبضے میں نہ جاسکا اور اہل مکہ کی مختصر سی مملکت آزاد و خود مختار رہی، یہاں مختلف زمانوں میں مختلف قبائل کی حکومت رہی، ولادت نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے قبل یہاں قریش کو سرفرازی و سرداری حاصل تھی، مختلف فرائض مختلف قبائل کے سپرد تھے گویا کوئی بادشاہ نہ تھا، سب وزیر تھے، اہل مکہ نے آس پاس کے قبائل سے معاہدے بھی کر رکھے تھے جو فوجی اور تجارتی لحاظ سے

اہم تھے۔ مکہ معظمہ میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا، گنتی کے آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، شعر و شاعری سے خوب لگاؤ تھا اور زبان دانی پر بڑا غور تھا، وہ قوت حافظہ سے زیادہ کام لیتے ان کا حافظہ بلا کا تھا۔ مکہ معظمہ کی زمین بخر تھی، اس لئے یہاں صنعت و حرفت نہیں تھی، یہاں کے اکثر لوگ تجارت پیشہ تھے اور دُور دراز علاقوں سے تجارت کیا کرتے تھے، یہی تجارت ان کی معیشت کا ذریعہ تھی جس کا ذکر قرآن حکیم میں سورۃ القریش میں موجود ہے، وہ عراق، عمان، فلسطین، شام، مصر، حبشہ، یمن وغیرہ ممالک میں جاتے تھے، وہ بڑے جفاکش تھے، مختلف مقامات پر تجارتی میلے لگائے جاتے تھے جیسا کہ آج کل ہمارے ہاں لگتے ہیں، خود مکہ ایک بڑا تجارتی مرکز تھا۔

اخلاقی عادات میں بہت سی خوبیوں کے مالک تھے مگر انہوں نے ہر خوبی کو خاک میں ملا کر رکھ دیا تھا، جنگجو اور بہادر تھے مگر آپس میں لڑ جھگڑ کر اس قوت کو برباد کر رہے تھے، دھن کے پکے تھے مگر کوئی واضح مقصد سامنے نہ تھا، باغیرت اور خوددار تھے، مگر زندہ درگور لڑکیاں اس غیرت کے بھینٹ چڑھادی گئیں، فیاض اور سخا تھے مگر ریاکاری اور فضول خرچی نے اس خوبی کو بھی داغدار کر رکھا تھا، اعلیٰ قسم کا ادبی ذوق تھا مگر یہ ذہنی عیاشی کی نذر ہو چکا تھا، الغرض ساری خوبیاں ہوتے ہوئے بھی کوئی خوبی نہ تھی، اسلام نے جو کچھ کیا وہ یہی تھا کہ ان خوبیوں کو پروان چڑھانے کیلئے صحیح راہیں متعین کیں اور پھر یہی قوم جو پستی میں گھری ہوئی تھی، بلند یوں پر چڑھنے لگی۔

سوال 3: بعثت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اور دعوت اسلام کے آغاز پر مضمون قلمبند کریں۔

جواب: غارِ حرا

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تقریباً 35 سال کی عمر سے اضطراب اور بے قراری کے اس عالم میں شہر کی رونقیں چھوڑ کر عبادت و ریاضت اور فکر و تدبیر کیلئے غارِ حرا میں جانے لگے (کوہِ حرا کو اب جبلِ نور کہا جاتا ہے، انجیل میں اس کو فاران کہا گیا ہے اور یہیں سے آپ کی بعثت کی نشاندہی کی گئی ہے) غارِ حرا میں یوں تو کئی کئی دن مسلسل گزارتے تھے لیکن خاص طور پر رمضان المبارک میں پورے پورے مہینے عبادت میں مصروف رہتے تھے، کھانے پینے کیلئے تھوڑا بہت لے جاتے، جب ختم ہو جاتا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے اور کچھ لے جاتے، کم از کم پانچ سال شب و روز اسی طرح بسر ہوتے رہے۔

بعثت نبوی ﷺ

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عمر مبارک کی قمری سالوں کے حساب سے چالیس برس تھی کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت غارِ حرا میں عبادت اور غور و فکر میں مشغول تھے۔ حضرت جبرائیل نے آپ سے کہا: اقراء (پڑھیے) آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: ”مجھے پڑھنا نہیں آتا“ اس پر انہوں نے مجھے زور سے بھینچا، پھر چھوڑ کر کہا: ”پڑھیے“ میں نے پھر وہی جواب دیا: انہوں نے دوبارہ مجھے زور سے بھینچا اور چھوڑ کر کہا: ”پڑھیے“

پھر میں نے وہی جواب دیا تو تیسری بار انہوں نے مجھے اس زور سے بھینچا کہ میں تھک کر چور ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے چھوڑ کر یہ آیات پڑھائیں۔

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

”پڑھیے اپنے پروردگار کے نام سے جو خالق ہے، جس نے انسان کو جنمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھئے آپ کا رب نہایت بزرگ، کرم والا ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔“

یہ تھا وحی کا واقعہ جو 17 رمضان المبارک کو پیش آیا۔ اس کے ذریعے سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نبوت سے سرفراز ہوئے اور آپ کو پوری کائنات کیلئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اس واقعے کے بعد آپ بے چینی کی حالت میں گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے کبیل اوڑھا دو جب طبیعت سنبھلی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے جان کا ڈر ہو گیا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے کہا: ”بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع یا رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم صلہ رحمی کرتے ہیں، صداقت شعار اور راست باز ہیں، دوسروں کا بار اٹھانے والے محتاجوں کی مدد کرنے والے، مہمان نواز اور مصائب میں دوسروں کے مددگار ہیں۔“

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف خود ہی تسلی دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو تورات اور انجیل کے عالم تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ سنا تو پکارا اٹھے: ”یہ تو وہی ناموس ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ نے بشارت دی تھی۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو اپنے شہر سے نکال دے گی تاکہ میں آپ کی مدد کروں۔“

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حیران ہو کر پوچھا: ”کیا سچ مجھ میری قوم مجھے اپنے شہر سے نکال دے گی۔“ اس پر ورقہ بن نوفل نے کہا: ”بخدا! آج تک جو بھی اس دعوت کو لے کر آیا ہے، اس کے ساتھ اس کی قوم نے یہی سلوک کیا ہے۔ اس واقعہ کے تھوڑے عرصے بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا۔“

اس کے بعد وحی میں تین سال کا وقفہ ہو گیا۔ اس وقفے کو ”فترت وحی“ کہتے ہیں۔ اس وقفے کے دوران بعض اوقات آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جبرائیل امین کی جھلک نظر آتی جو آپ کو یقین دلاتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

### دعوت اسلام کا آغاز

آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جب نبوت سے نوازا گیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے سب سے پہلے ان لوگوں کو تبلیغ فرمائی جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ذاتی روابط اور تعلقات رکھتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کیا خلاق و عادات اور چالیس سالہ شبانہ روز کے معمولات سے واقف تھے انہوں نے بلا تامل اس دعوت کو قبول کیا۔ پہلے پہل جن لوگوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا، ان کے نام یہ ہیں:

- 1- عورتوں میں: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رفیقہ حیات، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
- 2- مردوں میں: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بچپن کے دوست، حضرت ابو بکرؓ
- 3- لڑکوں میں: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چچا زاد، حضرت علیؓ
- 4- غلاموں میں: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے جانشین خادم، زید بن حارثہؓ

### خفیہ طور پر دعوت اسلام

شروع شروع میں تقریباً تین سال تک دعوت و تبلیغ کا یہ کام پوشیدہ طور پر نہایت احتیاط سے ہوا۔ اس عرصے میں حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغی کوششوں سے حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمان بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ و غیرہ کئی با اثر حضرات مشرف باسلام ہوئے ان کے قبول اسلام کا چرچا چپکے چپکے اور لوگوں میں بھی پھیلا اور حضرت خباب بن ارت، عمار بن یاسر، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، ابوعبیدہ، صہیبؓ اور اترقؓ نے اسلام قبول کیا اور ایک اچھی خاصی جماعت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک دعوت کا انتظام کیا۔ تمام خاندان بنو ہاشم کو مدعو کیا اور کھانا کھلانے کے بعد اسلام کی دعوت دی۔ تمام مجلس میں سناٹا تھا۔ صرف حضرت علیؓ کی ایک آواز آئی: ”گو مجھے آشوب چشم کی شکایت ہے میری ٹانگیں پتلی ہیں اور میں کم عمر ہوں، لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ساتھ دوں گا۔“

### دعوت اسلام کا اعلان عام

اگرچہ خفیہ تبلیغ کا کام جاری تھا لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا فرض چند افراد کے راہ راست پر آ جانے سے ختم نہ ہوتا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تمام عالم کو اسلام کی ہدایت سے منور کرنا تھا۔ اس لئے تین سال کے بعد علانیہ تبلیغ کے احکام نازل ہوئے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ○ (المحجر 93)

”جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو حکم دیا گیا وہ بر ملا بیان کیجئے اور مشرکوں سے کنارہ کش رہیے۔“

اس موقع پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر آواز دے کر تمام اہل مکہ کو صفا کے دامن میں جمع کر لیا جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا کہ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑی کی دوسری جانب سے ایک لشکر جراتم پر یلغار کرنے والا ہے تو تم مان لو گے؟ سب نے کہاں، کیوں نہیں جبکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ ہی بولتے پایا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تو میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر سخت عذاب نازل ہوگا۔ اگر تم دونوں جہانوں کی کامیابی چاہتے ہو تو پڑھو: ”لا الہ الا اللہ“ اس موقع پر ابولہب نے بد زبانی کی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہوا چل پڑا۔ اس سے جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ اس اعلان کے بعد آپ کا طریقہ تبلیغ یہ رہا کہ جہاں بھی کچھ لوگ نظر آتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ان کو قرآن کی آیات پڑھ کر بتاتے اور اسلام کی دعوت دیتے اس کے علاوہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نیکو کاری اور اخلاق حسنہ پر بھی زور دیتے۔ ابتدائی زمانے میں رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی دعوت کے تین بنیادی نکات تھے:

- 1- توحید باری پر ایمان
- 2- نبوت و رسالت پر ایمان
- 3- آخرت پر ایمان

عبادات میں سے نماز شروع سے ہی فرض ہو گئی تھی لیکن جو پانچ نمازیں ہم اب پڑھتے ہیں یہ معراج کے موقع پر فرض ہوئیں۔ ابتداء میں دو نمازیں پڑھنے کا حکم تھا اور وہ بھی دو دو رکعت۔ اعلانیہ تبلیغ کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ ہر نیا مسلمان اپنی جگہ ایک مبلغ بن کر اپنے حلقے میں تبلیغ شروع کر دیتا۔ مرد اور عورتیں دونوں پورے جوش و خروش سے اس کام میں شریک ہو گئے۔ چنانچہ اس کا رد عمل بھی شدید ہونے لگا۔

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی مخالفت اور ایذا رسانی

مسلمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچ چکی تھی۔ اس لئے آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک دن حرم کعبہ میں جا کر توحید کا اعلان کیا۔ دفعۃً ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ ہر طرف سے لوگ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابوہالہ کے بیٹے حارث کو جو آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی کفالت میں تھے، خبر ہوئی تو دوڑے ہوئے آئے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو بچانے کی کوشش میں شہید ہو گئے اسلام کی راہ میں یہ پہلا خون تھا جو خانہ کعبہ کے صحن میں بہا گیا۔ آغاز میں مشرکین نے اسلام کی دعوت کو زیادہ اہمیت نہیں دی لیکن مکہ مکرمہ میں جب اسلام کی اشاعت ہونے لگی اور اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، جن میں نوجوانوں کی تعداد زیادہ تھی تو بڑوں کو بہت دکھ ہوا کہ ہماری اجازت اور مرضی کے بغیر یہ کیوں اپنے آبائی دین سے برگشتہ ہوئے ہیں۔

مشرکین مکہ کی مخالفت کی وجوہات

مشرکین کی مخالفت کے کئی اسباب تھے مثلاً:

- 1- اسلام ان کے عقائد اور رسوم کو غلط قرار دیتا ہے۔
- 2- ان کے جھوٹے خداؤں کو جہنم کا ایندھن بتاتا تھا۔
- 3- قریش کی بد اخلاقیوں کا قرآن میں اعلانیہ ذکر کیا جاتا۔
- 4- متولی کعبہ کی حیثیت سے قریش کو عرب میں جو برتری حاصل تھی، اسلام اس کا خاتمہ کر رہا تھا۔
- 5- بنو ہاشم اور بنو امیہ ایک دوسرے کے پرانے حریف تھے۔ اس لئے بنو امیہ، بنو ہاشم کے اعزاز نبوت کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ اس لئے وہ مخالفت میں پیش پیش تھے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو اذیتیں دینا

آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم دعوت اسلام میں مصروف تھے اور قریش نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو طرح طرح سے ایذا میں دینا شروع کر دیں۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی چچی ہونے کے باوجود خاردار درختوں کی ٹہنیاں لاتی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے راستے میں ڈال دیتی تاکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم رات کو باہر نکلیں تو ان سے تکلیف اٹھائیں، ابولہب غلاظت بھرے ٹوکڑے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے دروازے کے سامنے انڈیل دیتا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل کی تجویز پر عقبہ بن ابی معیط اونٹ کیا او جھڑی اٹھا لایا اور جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم سجدے میں گئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی پشت مبارک پر رکھ دی۔ یہ اتنی بوجھل تھی کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم سجدے سے سر نہ اٹھا سکے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں۔ اطلاع ملی تو دوڑی آئیں اور نہ صرف غلاظت کے اس بوجھ کو دور کیا بلکہ ابوجہل کو ملامت بھی کیا۔ ابوجہل اس قدر شقی القلب تھا کہ اس نے ننھی بچہ کو زور سے طمانچہ مارنے سے بھی دریغ نہ کیا جس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ ایک دن آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط نے گردن مبارک میں اپنی چادر رسی کی طرح ڈال کر اس زور سے بل دیئے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا دم گھٹنے لگا لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے ان تمام سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

صحابہ کرام کی تعذیب

آدمی بسا اوقات اپنے اوپر ہونے والے ظلم کو صبر و سکون سے برداشت کر لیتا ہے لیکن اپنے خاندان، دوستوں اور اعزاء و اقارب کے ساتھ زیادتی برداشت نہیں کر سکتا اور پھر آنحضرتؐ جیسا نرم دل اور شفیق انسان جو کسی کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکتے تھے، ان کی اذیتیں کیسے برداشت کرتے ہوں گے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو اذیت پہنچانے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو تبلیغ سے باز رکھنے کیلئے مشرکین نے صحابہ و صحابیات کو بھی سخت اذیتیں دیں۔ حضرت بلال حبشیؓ، حضرت صہیب



رومیؒ، حضرت عمار بن یاسر اور حضرت خباب بن ارت اور عورتوں میں حضرت سمیہؓ، زینبہؓ، لہدیہؓ اور ام عیسٰیؓ کے نام اس ستم رسیدہ جماعت میں سے چند اہم افراد کے نام ہیں، انہیں ستانے کیلئے قریش نے نئے نئے طریقے ایجاد کیے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت تپتے ہوئے سنگریزوں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے کہ کروٹ نہ بدل سکیں۔ لوہے کو آگ پر گرم کر کے اس سے داغنے، پانی میں ڈکیاں دیتے، دکھتے ہوئے انگاروں پر لٹاتے اور اس وقت تک جہنم نہ لینے دیتے جب تک زخموں کی رطوبت سے آگ بجھ نہ جاتی حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابو جہل نے نیزے کے ساتھ ایسا زخمی کر دیا کہ وہ زخم کی تاب نہ لا کر بالآخر شہید ہو گئیں۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے یہ سب کچھ دیکھا اور صحابہ کرامؓ کو صبر کی تلقین کی لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے اور نہ کسی صحابی یا صحابیہ نے ان مصائب کی وجہ سے اپنے موقف میں کبھی کوئی لچک پیدا کی۔ مشرکین کی ہزار کوشش کے باوجود نہ صرف آزاد مرد بلکہ باندیاں اور غلام بھی کبھی کلمہ کفر زبان پر نہ لاتے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور کے غلاموں اور لونڈیوں کا بھی روحانی معیار اور ذہنی حوصلہ بہت بلند تھا اور انہیں اپنی مادی ہی نہیں، روحانی زندگی سے بھی بے پناہ دلچسپی تھی۔ بعض غلاموں کو ناقابل برداشت اذیت سے بچانے کیلئے حضرت ابو بکرؓ نے خرید کر آزاد کیا۔

سوال 4: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم قبا آمد اور مسجد نبویؐ کی تعمیر پر علیحدہ علیحدہ نوٹ تحریر کریں۔

جواب: قبائیں آمد

رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے تین دن تک غار ثور میں رہے اور پھر عام راستوں کی بجائے تقریباً غیر آباد راستوں سے ہوتے ہوئے آٹھ روز کے سفر کے بعد 8 ربیع الاول 14 نبویؐ کو دوپہر کے وقت قبا پہنچے۔ قبا مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ مکہ سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی روانگی کی خبر کئی روز پہلے مدینہ پہنچ چکی تھی اس لئے انصار مدینہ روزانہ صبح سے دوپہر تک بستی سے باہر نکل کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے انتظار میں کھڑے رہتے تھے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم دور سے تشریف لاتے ہوئے نظر آئیں گے جب دھوپ بہت تیز ہو جاتی تو واپس اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

مدینہ میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا شدت سے انتظار

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم چونکہ قبا کے نزدیک دوپہر کے وقت پہنچے اس لئے اہل قبا اپنے گھروں کو جا چکے تھے اتنے میں ایک یہودی کی نظر آپ پر پڑی اور اس نے پکار کر لوگوں کا اطلاع دی کہ جن کا انتظار تھا وہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ آواز سنتے ہی لوگ اپنے گھروں سے نکل پڑے اور سارے قبائیں خوشی سے شور مچ گیا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فوراً پیچھے سے ہو کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کر دیا۔ اس طرح لوگوں کو آسانی سے معلوم ہو گیا کہ آنے والے قافلے میں نبی کون ہے۔ انصار کی چھوٹی چھوٹی بچیاں خوشی سے گیت گارہی تھیں۔ غرض اہل مدینہ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا استقبال بہت شاندار طریقے سے کیا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم قبائیں میں کلوٹو بن ہدم کے مکان میں ٹھہرے اور لوگوں کو اسلام کی تعلیم دی۔ یہیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک چھوٹی سی مسجد کی تعمیر کرائی۔ یہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے قبائیں میں آپؐ نے چودہ دن قیام فرمایا۔

مدینہ آمد پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا شاندار استقبال

مدینہ شہر میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی آمد کے وقت لوگوں کو خوشی اپنی انتہا پر تھی۔ عورتیں مکانات کی چھتوں پر چڑھ آئی تھیں۔ سب لوگوں کی خواہش تھی کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم ان کے گھر آ کر ٹھہریں۔ سب بڑھ کر آپ سے درخواست کرتے تھے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم ہمارے مہمان بنے۔ ہماری جان و مال سب کچھ حاضر ہے۔ اس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کے حکم سے جہاں کہیں ٹھہرے گی۔ وہیں میرا قیام ہوگا۔ آخر حضرت ابویوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے اونٹنی بیٹھ گئی اس طرح وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے میزبان بنے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے سات ماہ تک یہاں قیام فرمایا یہاں تک کہ مسجد نبویؐ اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی ازواج کے حجرے تعمیر ہو گئے تو آپ وہاں منتقل ہو گئے۔

مسجد نبویؐ کی تعمیر

مدینہ میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد رسول خداؐ نے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔ اس کیلئے جوز مین منتخب کی گئی وہ بنی نجار کے قبیلے کے دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ انہوں نے مسجد کیلئے بلا قیمت نذر کرنا چاہی مگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا اور حضرت ابویوب انصاریؓ نے اس کی قیمت ادا کر دی اس طرح مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ مسجد بالکل سادہ بنائی گئی، فرش بالکل کچا تھا اینٹیں کچی مٹی کی تھیں جن سے دیواریں بنائی گئیں چھت کھجور کے پتوں اور لکڑی سے بنائی گئی تھی۔ مسجد کے ایک سرے پر ایک چبوترہ بنایا

گیا اسے ”صفہ“ کہتے ہیں یہ ان لوگوں کیلئے تھا جو اسلام قبول کرتے تھے لیکن ان کا کوئی گھر نہیں ہوتا ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک عام مزدور کی حیثیت سے کام کیا اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ مٹی کھودتے اور اینٹیں اور پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے۔ جب مسجد نبوی تعمیر ہو چکی تو مسجد کے بالکل ساتھ ہی آپ نے ازواج مطہراتؓ کیلئے حجرے بنوائے۔ اس وقت حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ ہی آپ کے نکاح میں تھیں۔

### اذان کی ابتداء

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ لوگوں کو کیسے نماز کے وقت کی اطلاع دی جائے تاکہ سب ایک ہی وقت میں مسجد میں آجائیں۔ لوگوں نے مختلف رائیں دیں لیکن آپ کو حضرت عمرؓ کی رائے پسند آئی اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ نماز کے وقت اذان دیا کریں۔ اس طرح ایک طرف تو نماز کی اطلاع عام ہو جاتی تھی دوسری طرف دن میں پانچ دفعہ اسلام کا اعلان ہو جاتا تھا۔

### عقد مواخات

مدینہ میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جس چیز کی طرف خصوصی توجہ دی، وہ شہر کا امن و امان اور باشندوں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جاتے ہی اس بات کو محسوس فرمایا کہ مہاجرین کی جماعت مکہ سے آئی ہے، وہ اہل مدینہ کیلئے باعث اذیت نہ ہو۔ ساتھ ساتھ آپ کو یہ خیال بھی تھا کہ مہاجرین، جنہوں نے دین کی خاطر انتہائی تکلیفیں برداشت کی ہیں، اپنے گھر، وطن، رشتہ دار، مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ گئے ہیں۔ اب زیادہ پریشان نہ ہوں۔ چنانچہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تمام انصار و مہاجرین کو ایک جلسے میں جمع کر کے اخوت اسلام کا وعظ فرمایا اور مسلمانوں میں مواخات یعنی بھائی چارہ قائم کر کے مہاجرین اور انصار کے تعلقات کو نہایت خوشگوار بنا دیا۔ عموماً ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کے درمیان مواخات قائم ہو گئی۔ تمام مہاجرین کو انصار نے حقیقی معنوں میں اپنا بھائی سمجھا اور اپنا سب مال و دولت ان کے سپرد کرنا چاہا۔ دوسری طرف مہاجرین نے بھی اپنا بوجھ انصار پر نہ ڈالنا چاہا اور پوری تندہی سے محنت اور اپنی ضروریات زندگی خود پوری کرنے لگے چنانچہ انہوں نے دکانداری اور تجارت بھی شروع کر دی۔

### مواخات کے اثرات

اس مواخات کا اثر جہاں عام معاشرتی زندگی پر پڑا وہاں معیشت پر بھی اس کے نمایاں اثرات مرتب ہوئے اہل مکہ زیادہ تر تجارت کیا کرتے تھے اور زراعت کے بارے میں زیادہ نہ جانتے تھے۔ اس کے مقابلے میں انصار زیادہ تر زراعت پیشہ تھے اور مدینہ کے یہودی تجارت پر قابض تھے۔ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی آمد سے پہلے زراعت پیشہ لوگوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے۔ فصل کی کٹائی کے موقع پر قیمتیں کم کر دیتے اور فصل سستے داموں خرید لیتے بعد میں قیمت بڑھا کر فروخت کرتے۔ اسی طرح وہ سود کا کاروبار بھی کرتے جس کی وجہ سے انصار غریب ہوتے گئے اور جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے انصار مدینہ و مہاجرین میں بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا تو انصار نے پہلے کی طرح زراعت ہی کو اپنا ذریعہ آمدنی بنایا جبکہ مہاجرین تجارت کو پسند کرتے تھے پھر اسلام میں سودی کاروبار اور ذخیرہ اندوزی بھی ممنوع تھی۔ اس طرح یہودی تجارت میں اجارہ داری ختم ہو گئی۔ مسلمان زیادہ تر مسلمانوں سے ہی لین دین کرتے اسی طرح اکثر غیر مسلم بھی یہود کے مقابلے میں مسلمان تاجروں سے لین دین کرنا زیادہ پسند کرتے چنانچہ وہ مسلمان تاجروں کی ایمانداری اور ان کے اچھے اصولوں سے واقف ہوتے اور لاشعوری طور پر اسلام کی طرف مائل ہو جاتے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ عرب قبائل میں تحریک اسلام کی کامیابی کا ایک بنیادی سبب یہ معاشی افادیت بھی تھی۔

سوال 5: عقد مواخات اور اس کے اثرات پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

### جواب: عقد مواخات

مدینہ میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جس چیز کی طرف خصوصی توجہ دی، وہ شہر کا امن و امان اور باشندوں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جاتے ہی اس بات کو محسوس فرمایا کہ مہاجرین کی جماعت مکہ سے آئی ہے، وہ اہل مدینہ کیلئے باعث اذیت نہ ہو۔ ساتھ ساتھ آپ کو یہ خیال بھی تھا کہ مہاجرین، جنہوں نے دین کی خاطر انتہائی تکلیفیں برداشت کی ہیں، اپنے گھر، وطن، رشتہ دار، مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ گئے ہیں۔ اب زیادہ پریشان نہ ہوں۔ چنانچہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تمام انصار و مہاجرین کو ایک جلسے میں جمع کر کے اخوت اسلام کا وعظ فرمایا اور مسلمانوں میں مواخات یعنی بھائی چارہ قائم کر کے مہاجرین اور انصار کے تعلقات کو نہایت خوشگوار بنا دیا۔ عموماً ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کے درمیان مواخات قائم ہو گئی۔ تمام مہاجرین کو انصار نے حقیقی معنوں میں اپنا بھائی سمجھا اور اپنا سب مال و دولت ان کے سپرد کرنا چاہا۔ دوسری طرف مہاجرین نے بھی اپنا بوجھ انصار پر نہ ڈالنا چاہا اور پوری تندہی سے محنت اور اپنی ضروریات زندگی خود پوری کرنے لگے چنانچہ انہوں نے دکانداری اور تجارت بھی شروع کر دی۔

## مواخات کے اثرات

اس مواخات کا اثر جہاں عام معاشرتی زندگی پر پڑا وہاں معیشت پر بھی اس کے نمایاں اثرات مرتب ہوئے اہل مکہ زیادہ تر تجارت کیا کرتے تھے اور زراعت کے بارے میں زیادہ نہ جانتے تھے۔ اس کے مقابلے میں انصار زیادہ تر زراعت پیشہ تھے اور مدینہ کے یہودی تجارت پر قابض تھے۔ وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی آمد سے پہلے زراعت پیشہ لوگوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے۔ فصل کی کٹائی کے موقع پر قیمتیں کم کر دیتے اور فصل سستے داموں خرید لیتے بعد میں قیمت بڑھا کر فروخت کرتے۔ اسی طرح وہ سود کا کاروبار بھی کرتے جس کی وجہ سے انصار غریب ہوتے گئے اور جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے انصار مدینہ و مہاجرین میں بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا تو انصار نے پہلے کی طرح زراعت ہی کو اپنا ذریعہ آمدنی بنایا جبکہ مہاجرین تجارت کو پسند کرتے تھے پھر اسلام میں سودی کاروبار اور ذخیرہ اندوزی بھی ممنوع تھی۔ اس طرح یہودی تجارت میں اجارہ داری ختم ہو گئی۔ مسلمان زیادہ تر مسلمانوں سے ہی لین دین کرتے اسی طرح اکثر غیر مسلم بھی یہودی کے مقابلے میں مسلمان تاجروں سے لین دین کرنا زیادہ پسند کرتے چنانچہ وہ مسلمان تاجروں کی ایمانداری اور ان کے اچھے اصولوں سے واقف ہوتے اور لاشعوری طور پر اسلام کی طرف مائل ہو جاتے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ عرب قبائل میں تحریک اسلام کی کامیابی کا ایک بنیادی سبب یہ معاشی افادیت بھی تھی۔



## مشق نمبر 2 سیرت طیبہ (436) بہار 2021ء

سوال 1: دین اسلام کو عالمگیر بنانے کی کوششوں پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: دین اسلام کو عالمگیر بنانے کی کوششوں کا آغاز

6 / ہتک عرب کا اکثر حصہ دائرہ اسلام میں آچکا تھا۔ اب صلح حدیبیہ کی حیثیت سے مسلمانوں کیلئے قریش سے دس سالہ امن سمجھوتہ ہو جانے کا مطلب ان کی طرف سے ایک مستقل اور حقیقی خطرے کا ٹل جانا اور جزیرہ نمائے عرب کی تسخیر کی راہ ہموار ہو جانا تھا۔ چنانچہ ادھر سے فراغت ملتے ہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم نے اپنے رسالتی مشن کی تکمیل یعنی اسلام کو عالم گیر بنانے کی خاطر اسے بیرونی دنیا سے روشناس کرانے کی کوششوں کا آغاز کر دیا۔

یکم محرم 7 ہجری کا دن تھا کہ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور خطبے میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! ”اللہ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو! عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا۔ اٹھو اور میری طرف سے پیغام حق پہنچاؤ“ بعد ازاں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم نے ایک ہی دن میں چھ حکمرانوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھوا کر سفیروں کے ذریعے بھجوائے۔ ہر خط کی عبارت وہاں کے مقامی خیالات کے اعتبار سے مختلف تھی مگر ان میں ہر مخاطب کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا سبق دیا گیا اور شرک و بت پرستی سے پرہیز کرنے اور بری عادات کو ترک کر دینے کی تلقین کی گئی۔

مکتوبات نبوی ﷺ

1- ہرقل، قیصر روم کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور رسول ہے، بنام ہرقل، عظیم روم

سلامتی ہے اس پر جو بادیت کی بیروی کرتا ہے۔ بعد ازاں میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ، سلامتی کے ساتھ رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دہرا اجر دے گا۔ اگر تم نے روگردانی کی تو تمہاری جاہل رعایا کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ اسے اہل کتاب (اختلاف اور جھگڑے کی ساری باتیں چھوڑ کر) اس بات پر آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر مسلم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، کسی ہستی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو رب نہ بنائے۔ پھر اگر اس اصول سے روگردانی کرو تو گواہ رہنا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں۔

آپ کا مکتوب گرامی حضرت دجیہ کلثیٰ نے امیر بصری کی وساطت سے قیصر روم ہرقل کو دیا جو ان دنوں ایران کے کسریٰ کو شکست دینے کی خوشی میں بیت المقدس میں سجدہء شکر ادا کرنے گیا ہوا تھا۔ ہرقل نے خط سن کر اہل دربار سے دریافت کیا کہ مدعی نبوت کی قوم کا کوئی شخص اس شہر میں موجود ہو تو اسے حاضر کرو۔ قریش مکہ کی ایک جماعت کو جو کاروبار کے سلسلے میں وہاں گئی ہوئی تھی دربار میں پیش کیا گیا۔ ہرقل نے امیر جماعت ابوسفیان سے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم سے متعلق سوال پوچھے تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ: ”محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم عالی نسب ہیں۔ آپ کے خاندان میں نہ کوئی بادشاہ گذرا ہے اور نہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ دعویٰ نبوت سے پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم کی پیروی کمزور لوگ کرتے ہیں جن کی تعداد گھٹتی نہیں، بڑھتی جاتی ہے جنگ میں کبھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم اور کبھی ہم غالب رہتے ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم نے کبھی عہد شکنی نہیں کی لیکن حال ہی میں ہم نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم سے معاہدہ کیا ہے، دیکھیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم کیا کرتے ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و صحابہ وسلم کی تعلیم ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور کسی کو خدا کا شریک نہ بناؤ۔ نماز پڑھو، پاک دامنی اختیار کرو، سچ بولو، صلہ رحمی کرو۔“

اس گفتگو کے بعد قیصر روم نے کہا: ”تم نے اسے شریف النسب بتایا۔ پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ تم نے کہا کہ خاندان سے کسی اور نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں گزرا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اسے بادشاہت کی ہوس ہے۔ تم مانتے ہو کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ شخص آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا خدا پر جھوٹ کیونکر باندھ سکتا ہے۔ تم کہتے ہو کہ کمزوروں نے اس کی پیروی کی ہے۔ پیغمبروں کے ابتدائی پیروکار ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوتے ہیں۔ تم نے تسلیم کیا کہ ان کا مذہب ترقی کرتا جاتا ہے سچے مذہب کا یہی حال ہے کہ بڑھتا جاتا ہے تم تسلیم کرتے ہو کہ اس نے کبھی فریب نہیں کیا۔ پیغمبر کبھی فریب نہیں کرتے۔ تم کہتے ہو کہ وہ نماز، پرہیز گاری اور پاکیزگی کی ہدایت کرتا ہے اگر یہ سچ ہے تو میری قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا۔ ہم یہ تو جانتے ہیں کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ لیکن اس کا علم نہیں کہ اس کا ظہور تم لوگوں میں سے ہوگا۔“



اس نے عقیدت کا اظہار بھی کیا لیکن اسلام نہ لایا کیونکہ اس کی گفتگوں کراہل دربار سخت برہم ہو چکے تھے۔ اس دعوت کا فائدہ یہ ہوا کہ تحریک اسلام کو شاہی دربار میں اپنے اظہار کا اور اہل دربار سے اپنے آپ کو متعارف کرانے کا موقع مل گیا۔

## 2- کسریٰ، شاہ فارس کے نام

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا دوسرا خط شاہ فارس کسریٰ پر ویز کے نام تھا۔ اس نے خط سنا تو غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور اسے چاک کر کے پرزے پرزے کر دیا لیکن تھورے ہی عرصے کے بعد وہ خود ہلاک ہو گیا اور پھر اس کی سلطنت کے پرچے اڑ گئے۔

دراصل آپ پیغمبر خدا تھے اور آپ کے خط کا اسلوب پیغمبرانہ تھا۔ اس لئے سرنامے پر پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا پھر شہنشاہ ایران کا نام لکھا تھا۔ اس نے اپنی توہین سمجھا اور فوراً والی یمن کو حکم بھجوا دیا کہ وہ حجاز سے مدعی نبوت کو گرفتار کر کے دربار میں حاضر کرے والی یمن نے دواہل کاروں کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس بھیجا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں پہنچ کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ایران چلنے کو کہا اور دھمکی دی کہ انکار کی صورت میں شہنشاہ ایران مدینہ پر چڑھائی کر دے گا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپلیوں سے کہا کہ تمہیں تمہارے پیغام کو جواب دیا جائے گا وہ لوگ دوسرے روز آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس آئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ: ”تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس کیا لے کر جاؤ گے۔ وہ تو رات کو قتل ہو چکا ہے۔ البتہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پاؤں تحت تک ضرور پہنچے گی۔“

وہ لوگ واپس ہوئے یمن جا کر انہیں معلوم ہوا کہ خسرو پرویز کے فرزند شیرویہ نے اسے قتل کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا ہے۔ والئی یمن باذان نے اپنے آدمیوں سے رسول خدا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے حالات سننے تو اسے اسلام سے دلچسپی ہو گئی اور اس نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عادات وخصائل اور تعلیمات کے بارے میں سوال کئے اور پوری تسلی کے بعد مسلمان ہو گیا۔

## 3- نجاشی، شاہ حبشہ کے نام

آپ کا تیسرا تبلیغی خط نجاشی شاہ حبشہ کے نام تھا۔ وہ مذہباً عیسائی تھا اور پہلے ہی مسلمانوں کا ہمدرد اور اسلام سے واقف تھا۔ دوبار مسلمانوں نے قریش کے مظالم سے نجات پانے کیلئے حبشہ ہجرت کی اور وہاں کے حکام نے ان کی دلجوئی کی۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا خط ملتے ہی نجاشی مسلمان ہو گیا۔ اس کے انتقال پر رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مدینے میں اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

## 4- مقوقس، حاکم مصر کے نام

مصر مشرقی رومی سلطنت کا ایک نیم خود مختار حصہ تھا۔ اس کا حاکم مقوقس کہلاتا تھا۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا نام مبارک لے کر گئے۔ اگرچہ اس نے اسلام قبول نہ کیا مگر اسلام اور رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے متعلق کلمات خیر کہے اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے۔

## 5- ہوزہ، حاکم یمامہ کے نام

آپ کا ایک اور خط حاکم یمامہ کے نام تھا جسے حضرت سلیط بن عمرو لے کر گئے۔ اس خط کی عبارت یہ تھی:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”من محمد الی ہوزہ بن علی۔ سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ جان لو کہ میرا دین وہاں تک پھیلے گا جہاں تک چوپائے اور گھوڑے جاسکتے ہیں۔ اسلام قبول کرو تو امن کے ساتھ رہو گے اور جو علاقہ تمہارے ماتحت ہے اسے تمہارا بنادیں گے۔“

ہوزہ نے رسول اللہ کے قاصد کو بڑے عزت و احترام سے دربار میں بٹھایا اور خط کے جواب میں آپ کو لکھوایا:

”کتنی اچھی اور حسین بات ہے جس کی طرف آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہمیں بلاتے ہیں۔ عرب میرے رتبے کی عزت کرتے ہیں۔ بعض اختیارات مجھے تفویض کیجئے ہم اتباع کریں گے۔“

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے خط سنا تو فرمایا کہ ”اگر وہ مجھ سے ایک بالشت زمین بھی طلب کرے تو میں نہیں دوں گا۔ جو کچھ اس کے قبضے میں ہے وہ جانے والا ہے۔“ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی یہ بات سچ ثابت ہوئی۔

## 6- منذر، حاکم شام کے نام

شام کا حاکم منذر بن حارث پہلے تو خط پڑھ کر بہت بگڑا اور کہا کہ میں خود مدینے پر حملہ کروں گا۔ بعد میں سفیر کو اعزاز سے رخصت کیا۔ مگر مسلمان نہ ہوا۔

## 7- دیگر امراء کو دعوت اسلام

عمان میں جیفر اور عبدنام کے دو بھائی برسرِ اقتدار تھے۔ عمرو ابن العاصؓ ان کے پاس بھیجے گئے۔ سفیر اسلام کے ساتھ طویل مکالمات اور بہت غور حوض کے بعد دونوں بھائی اسلام لے آئے اور ان کے اثر سے رعایا کا اکثر حصہ بھی مسلمان ہو گیا۔ رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے علاوہ اور بھی حکمرانوں اور قبائلی سرداروں کو وقتاً فوقتاً تبلیغی خطوط لکھے اور اپنا فریضہ اور رسالت احسن اور موثر طریقے سے ادا کیا۔

سوال 2: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے رحمۃ اللعالمین کے اہم مظاہر وحدت فکر انسانی اور وحدت نسل انسانی پر علیحدہ علیحدہ نوٹ لکھیں۔

## جواب: عقیدہ توحید کی تعلیم

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رحمۃ اللعالمین کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دنیا کو عقیدہ توحید کی تعلیم دی۔ وہ انسان جو بے حس و حرکت چیزوں کے سامنے جھکتا تھا، ان سے ڈرتا اور ان کی خوشامد کرتا تھا، جو پہاڑوں، درختوں، جانوروں، ارواح و شیاطین اور مظاہر قدرت کے سامنے سجدہ ریز ہوتا تھا۔ اس کی پوری زندگی انہیں چیزوں سے خوف اور امید میں بسر ہو جاتی جس کے نتیجے میں بزدلی، توہم پرستی اور بے اعتمادی پیدا ہوتی، اسے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کا زندگی بخش عقیدہ دیا جس سے وہ ایک خدا کے سوا جو خالق کائنات ہے، ہر چیز سے بے خوف ہو گیا، اس میں نئی ہمت، نیا حوصلہ اور نیا ولولہ پیدا ہوا۔ کل تک جن چیزوں کو معبود سمجھ کر وہ ان سے خوف کھاتا تھا، انہیں اپنا غلام اور مطیع سمجھنے لگا۔ ہر قسم کی غلامی سے نجات حاصل کر کے صرف ایک خدا کا غلام اور باقی کائنات کا حاکم اور سردار بن گیا۔

## خالق کائنات کا تعارف

یہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پیش کئے ہوئے عقیدہ توحید کا اثر ہے کہ وہ مذاہب جن کی بنیاد ہی بت پرستی اور شرک پر ہے۔ جنہوں نے ہر کام کیلئے الگ دیوی دیوتا بنائے ہوئے ہیں۔ انہیں بھی شرک کا اقرار کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور اپنے مشرکانہ عقائد کی تاویل پر مجبور ہو کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس کائنات کا خالق ایک ہی ہے۔ یہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رحمۃ اللعالمین کا فیضان ہے کہ پوری دنیا کے انسان اپنے حقیقی خالق و مالک سے آشنا ہوئے ہیں، خواہ براہ راست اسلام کے ذریعے سے یا اپنے مذہب پر اسلام کے اثرات کی وجہ سے ہوئے۔

## عقیدہ توحید کے اثرات

یہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رحمۃ اللعالمین کا نتیجہ ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے انسانیت کو ایک ایسے انقلاب آفرین عقیدے سے آشنا کیا جس سے انسانوں کی ذات، انفرادی اور اجتماعی زندگی ہر پہلو سے متاثر ہوئی۔ انسانی زندگی پر عقیدہ توحید کے اثرات جن خاص پہلوؤں پر نمایاں ہوئے ہیں وہ یہ ہیں:

## عزت نفس

عقیدہ توحید نے انسان کو عزت اور شرف سے نوازا اور اسے اللہ کے سوا کسی دوسرے کے سامنے جھکنے کی ذلت سے محفوظ کر دیا۔

## تواضع

عقیدہ توحید کے نتیجے میں آدمی اپنے آپ کو اللہ کے سامنے بے بس سمجھتا ہے اور اس کی طبیعت میں عاجزی، انکساری اور تواضع کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

## وسعت نظر

عقیدہ توحید کا پرستار رب العالمین پر ایمان رکھتا ہے۔ اس لئے اس کی نگاہ ”عالمین“ یعنی سب جہانوں پر ہوتی ہے۔ وہ نسلی، خاندانی، علاقائی، لسانی اور مادی تنگ نظریوں سے بلند و بالا ہو کر ساری مخلوق کی بھلائی کو اپنا نصب العین بناتا ہے۔

## بہادری

عقیدہ توحید آدمی میں بے خوفی اور جرات و استقامت پیدا کرتا ہے۔

## وحدت نسل انسانی

انسان خواہ دنیا کے کسی بھی خطے میں آباد ہوں، درحقیقت ایک ماں اور ایک باپ کی نسل سے ہیں۔ ان میں نسل اور خاندانی اعتبار سے کوئی فرق و امتیاز نہیں لیکن انسانوں نے خود ہی اپنے آپ کو طبقات میں تقسیم کر لیا۔ رنگ و نسل کے اعتبار سے، ذاتوں اور برادر یوں کے تعلق سے، علاقائی اور لسانی بنیادوں پر انسانوں میں اونچ نیچ کی اتنی بڑی دیواریں کھری ہو گئیں جو باہمی دشمنیوں، نفرتوں اور عداوتوں کی علامتیں بن گئیں۔ طبقاتی تفاوت نے انسان کو ننگ انسانیت بنا دیا تھا۔

## نسل انسانی کے باپ کی وحدت

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رحمتہ للعالمین کا دوسرا کرشمہ یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس انسانیت کو جو قوموں، برادر یوں اور اعلیٰ و ادنیٰ طبقوں میں بٹی ہوئی تھی اور ان کے درمیان انسانوں اور جانوروں، آقاؤں اور غلاموں کا سفر فرق تھا، وحدت و مساوات کا ایک ایسا تصور دیا جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے خدا کا یہ پیغام لوگوں تک پہنچایا: ”لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری برادریاں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سے معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔“ (الحجرات: 13)

حجتہ الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا: ”لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ تم میں سب سے معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کی بناء پر۔“

## نسل انسانی کی بنیادی وحدتیں

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے نسل انسانی کیلئے دو بنیادی وحدتوں کا اعلان کیا جن پر پوری بنی نوع انسان کی عمارت قائم ہے اور وہ دو وحدتیں یہ ہیں:

- 1- رب کی وحدت
- 2- نسل انسانی کے باپ کی وحدت

گویا اس طرح ایک انسان دوسرے انسان سے دوہرا رشتہ رکھتا ہے۔ ایک روحانی اور حقیقی رشتہ کہ سب انسانوں اور جہانوں کا رب ایک ہے اور تمام انسان اس کے غلام اور بندے ہیں اور دوسرا جسمانی رشتہ کہ سب انسان ایک باپ کی اولاد ہیں۔ اس لئے نسلی بنیادوں پر ان میں کوئی اونچ نیچ اور طبقاتی درجہ بندی نہیں ہے۔ جس وقت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے وحدت نسل انسانی کا اعلان کیا، اس وقت دنیا کی حالت یہ تھی کہ یہودی اور عیسائی اپنے آپ کو خدا کے بیٹے اور چہیتے بتاتے تھے۔ مصر کا شاہی خاندان اپنے کو سورج دیوتا کا اوتار کہتا تھا۔ ہندوستان میں سورج منی اور چندر منی کے خاندان موجود تھے۔ شاہان ایران کا دعویٰ تھا کہ ان کی رگوں میں خدائی خون ہے۔ چینی اپنے شہنشاہ کو آسمان کا بیٹا کہتے اور عرب اپنے سواساری دنیا کو بے زبان اور گونگا سمجھتے اور ان کا سب سے ممتاز قبیلہ قریش عام عربوں سے اپنے آپ کو بالاتر قرار دیتا تھا لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان تمام باطل تصورات پر کاری ضرب لگاتے ہوئے پوری بنی نوع انسان کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔

## وحدت و مساوات کا عملی مظاہرہ

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مساوات نسل انسانی کا زبانی سبق ہی نہیں دیا بلکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی کا عملی پہلو اس نوعیت کے واقعات سے مالا مال ہے جس میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے نسلی، خاندانی اور مادی تفاخر کے تمام تصورات ختم کر دیئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی سگی پھوپھی زاد نینب بنت جحش کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا جو زرخیز غلام تھے۔ حکیم بن حزام نے انہیں مکہ کے بازار عکاظ سے خرید کر اپنی خالہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ہدیہ دیا تھا۔ قریش کی سب سے محترم شاخ بنو ہاشم کی ایک بیٹی کا ان سے نکاح کر کے نسلی فخر کو ختم کر دیا۔

## مساوات کا ایک ایمان افروز واقعہ

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے لئے بھی کوئی امتیاز نہیں رکھا۔ جنگ بدر میں فوج کی صف بندی ہو رہی تھی۔ ایک صحابی سیدھے کھڑے نہیں ہو رہے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ہاتھ میں ایک پتلی چھڑی تھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس سے اس کے پہلو میں چوکا دیا کہ برابر ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم! مجھے ایذا ہوئی ہے، میں تو بدلہ لوں گا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنا آپ پیش کر دیا، وہ بولے میرے بدن پر تو کرتا نہ تھا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بھی کرتا اٹھالیا اور کہا کہ اب بدلہ لے لو۔ اگرچہ ان صحابی نے آگے بڑھ کر بدلہ لینے کی بجائے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا جسد اطہر چوم لیا لیکن یہ تو ان کے دل کی نیت تھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنا آپ پیش کر دیا اور یہ نہیں فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ہونے، سربراہ ریاست یا سپہ سالار ہونے کی حیثیت سے تم پر عدالتی چارہ جوئی کے سلسلے میں کوئی فوقیت حاصل ہے۔

سوال 3: سیرت حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی جامعیت پر مکمل مضمون تحریر کریں۔

جواب: سیرت رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی جامعیت

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ لوگ آپ کی اطاعت اور اتباع کریں، اتباع کا یہ حکم کسی وقت، زمانے، قوم یا کسی ملک کے ساتھ خاص نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو آپ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اس طرح کی غیر مشروط اطاعت کے حکم کے ساتھ ضروری تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت ہر اعتبار سے کامل اور جامع ہو اور آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ تاریخی طور پر محفوظ ہو اور آپ کی حیات طیبہ میں ہر طرح کے انسانوں کیلئے عملی نمونے موجود ہوں۔ چنانچہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی حیات طیبہ ان تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔

کائنات میں مقدس ترین فریضہ

کائنات کا سب سے مقدم فرض اور سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انسانی اخلاق کی اصلاح و تکمیل کی جائے۔ یعنی لوگوں کو اچھے اخلاق کی تعلیم دی جائے اور انہیں عملی طور پر رائج کرنے کی کوشش کی جائے۔ سب سے زیادہ کامل اور سب سے زیادہ عملی طریقہ یہ ہے کہ نہ زبان سے کچھ کہا جائے نہ تحریری نقوش پیش کیے جائیں اور نہ جبر و تشدد سے کام لیا جائے بلکہ فضائل اخلاق کا ایسا پیکر مجسم سامنے آجائے جو خود ہمہ تن آئینہ عمل ہو۔ جس کی ہر جنبش لب ہزاروں تصنیفات کا کام دے اور جس کا ایک ایک اشارہ امر سلطانی بن جائے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ

قرآن کریم نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے طرز زندگی کو بہترین نمونہ عمل قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول اور اس کی طرف سے بخشش کا انحصار رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے اتباع پر ہے۔ مسلمان جب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے تو وہ دراصل اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ زندگی میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت یعنی اطاعت و بندگی کرے گا اور پھر اطاعت و بندگی کا وہی طرز اختیار کرے گا جو رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے اختیار فرمایا۔

اتباع کے تقاضے

اتباع اس چیز کا ہو سکتا ہے جس سے واقفیت بھی ہو اس لئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے طرز زندگی یعنی سیرت طیبہ کا مطالعہ دراصل ایک انسانی ضرورت ہے۔ انسان کی زندگی میں مختلف النوع حالات پیش آتے ہیں مثلاً کبھی وہ تو انگر ہوتا ہے اور کبھی مفلس۔ کبھی فرمانروا اور کبھی اطاعت گزار۔ کبھی اسے کسی سے دوستی حاصل ہوتی ہے اور کبھی کسی کی دشمنی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کبھی صحت و قوت ہے تو کبھی بیماری کا سامنا، کہیں حکومت و جماعت کا منتظم اور کہیں نادانوں کا معلم۔ پھر یہ انسان ہی تو ہے جو کبھی فوج کا کمانڈر ہے اور کبھی جج بن کر عدل گسٹری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ بطور نمونہ عمل ایک انسان کامل کے حالات زندگی سے واقفیت ہونا ہی انسان کی فطری خواہش اور ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ یوں تو لاتعداد عظیم انسانوں کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں مگر ان میں سے ایسا کوئی نہیں جس نے زندگی کے ایک رخ کی تکمیل کیلئے دوسرے رخ کو نظر انداز نہ کر دیا ہو لہذا ایسی صورت حال میں یہ ممکن نہیں ہے کہ زندگی کے کسی ایک رخ کیلئے نمونہ ایک شخصیت سے لیا جائے اور دوسرے رخ کیلئے دوسری شخصیت سے۔ کیونکہ ایسے غیر متوازن پہلوؤں کے مجموعے سے ایک متوازن زندگی کا نقشہ تیار نہیں کیا جاسکتا۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو قابل تقلید

حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی میں ہمیں کوئی غلا نہیں ملتا بلکہ ہر رخ مکمل ہے۔ ہر چیز چمکتے ہوئے سورج کی طرح واضح ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا شخصی کردار اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے اعلیٰ اخلاقی اوصاف، شرافت، صبر، شجاعت، توکل، عبادت وغیرہ سب کی کیفیت اور عملی نمونے موجود ہیں۔ اس طرح آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی گھریلو زندگی میں اچھے شوہر، مشفق باپ اور مہربان نانا کے نمونے بھی مل سکتے ہیں۔ اجتماعی زندگی میں اچھے ساتھی، ہمدرد سربراہ، اعلیٰ کمانڈر، بہترین منتظم و مدبر، دشمنوں کے خیر خواہ وغیرہ۔ غریضہ ہر عمل کا نمونہ۔ بہترین نمونہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی ذات میں ملتا ہے یعنی ایک ہی ذات میں ہر عمل کا نمونہ اور ہر معاملے کی رہنمائی مل جاتی ہے۔

اتباع رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم۔ قرآن مجید کا حکم

ہم سب کا ایمان ہے کہ قرآن پاک کا ہر حکم واجب العمل ہے۔ اس مقدس کتاب کا حکم ہے: ”یعنی اے اہل ایمان! تمہارا رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم جو چیز دے اسے خوشی سے لے لو اور جس چیز سے وہ تمہیں روکے اس سے فوراً رک جاؤ۔“

اس کے ساتھ ہی سورۃ النجم میں اس بات کی تشریح بھی کر دی کہ: ”کہ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم جو کچھ بھی کہتے ہیں، اپنی مرضی سے نہیں کہتے ہیں بلکہ صرف وہی کہتے ہیں جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔“



پھر فرمایا: کہ جس نے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت کی گویا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ یہاں تک کہ کامل نمونے کی ضمانت دیتے ہوئے فرمایا کہ: ”رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مبارک زندگی تمہیں بہترین زندگی کیلئے کافی ہے۔ لہذا خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے رسول مقبول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو فرض قرار دیا ہے اور ایک کلمہ گو اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔“

**غیر مسلموں کیلئے اسوہ حسنہ**

غیر مسلموں کیلئے بھی اسوہ حسنہ میں بہت سے سبق موجود ہیں۔ مکے کے کفار جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہ کرتے تھے بلکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جادوگر اور مجنوں کہہ کر پکارتے تھے اس کے باوجود وہی اس بات پر شاہد تھے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے تھے اور طعن و تشنیع بھی کرتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو صادق و امین جان کر اپنی امانتیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جس رات کفار مکہ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا اس وقت بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس امانتیں موجود تھیں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کو گھر میں چھوڑ گئے کہ وہ غیر مسلموں کی امانتیں دے کر واپس کر کے مکے سے نکلیں۔ کون سا ظلم ہے جو کفار مکہ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر روا نہیں رکھا، وہ تیرہ سال تک اس سراپا حلم کو تنگ کرتے رہے۔ ہجرت کے بعد بھی برسوں تک ہر سال مدینہ پر حملہ کرتے رہے۔ لیکن جس روز آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو ان دشمنوں کو صرف یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ جاؤ آج کے دن تم سب آزاد ہو۔ میں نے تمہاری سب خطائیں معاف کر دی ہیں۔ کیا کوئی شخص اتنا عظیم اخلاق پیش کر سکتا ہے اور پھر یہی عالی ظرفی، مروت، رحمت، شفقت، دیانت، امانت، صداقت اور سخاوت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔

### جامعیت سیرت

سیاسی و انتظامی مکہ نظر سے بھی سیرت کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ سب جانتے ہیں کہ جس ملک میں کبھی حکومت قائم ہی نہ ہوئی تھی وہاں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صرف دس برس کی قلیل مدت میں صحابہ کرامؓ کی تربیت کر کے دس لاکھ مربع میل کے رقبے پر اسلامی ریاست قائم کر دی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی وفات کے چند سال بعد ہی ایشیا، یورپ اور افریقہ کے براعظموں میں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیاست کاری کے اصول بڑے دلنشین اور مؤثر ہیں، مثلاً مکہ معظمہ کی اقتصادی زندگی کا دار و مدار تجارتی قافلوں پر تھا۔ جب مصر شام اور یمن کے راستوں پر بسنے والے قبائل نے اسلام قبول کیا تو اس کا اثر لازمی طور پر قریش کے تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت پر پڑا۔ قافلوں کی آمد و رفت رکنے سے مکہ معظمہ کے لوگ بھوکوں مرنے لگے۔ انہی ایام میں یمامہ کے سردار نے اسلام قبول کر لیا۔ مکے کو اسی جگہ سے غلہ فراہم کیا جاتا تھا۔

### مکہ معظمہ میں قحط کے دوران آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا کردار

صحیح بخاری میں ہے کہ جب یمامہ کا یہ سردار جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا مسلمان ہو کر مکہ معظمہ گیا تو قریش نے تبدیلی مذہب پر طعنہ دیئے۔ انہوں نے غصے میں آ کر غلہ روک دیا، لہذا اس بندش سے مکہ معظمہ میں قحط پڑ گیا۔ آخر گھبرا کر قریش نے اس آستانہ کی طرف رجوع کیا جہاں سے کبھی کوئی محروم نہیں لوٹا، حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو رحم آیا اور ثمامہ کو کہلا بھیجا کہ بندش اٹھا لو۔ چنانچہ وہاں سے دوبارہ غلہ مکہ جانے لگا۔ اس عمل سے مکہ معظمہ میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے طرف داروں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی جو یہ کہتے تھے کہ محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کتنے اچھے ہیں جو مصیبت میں اپنے دشمنوں کی امداد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اگر وہ بروقت ہماری مدد نہ کرتے تو ہم بھوکوں مر جاتے۔

### قانون کی پاسداری

سرو رکائات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سفارش ہر گز نہ مانتے تھے۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے ایک بار ایک قریشی عورت (جس نے چوری کی تھی) کی سفارش کرنا چاہی لیکن حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ قانون تو سب کیلئے یکساں ہے۔ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جاتا۔ اسی ایک واقعے سے ہی حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عظمت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ایک حاکم اپنے اہل خانہ کو بھی عام لوگوں کی سطح پر رکھ کر پرکھے۔

پرکھے۔

## دولت کی تقسیم کا طریقہ

عمرانی نقطہ نظر سے تقسیم دولت اور گردش دولت کا اصول رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ہر مالی حکم میں نظر آتا ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دولت کو ایک جگہ جمع ہونے سے روکنے کیلئے زکوٰۃ، عشر، خمس، فہ، خراج، صدقات وغیرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ ایک شخص کی دولت اس کی وفات کے بعد اس طرح تقسیم کرنے کی وضاحت کی کہ وہ مختلف حصہ داروں میں بٹ جائے اس طرح نہ کوئی بہت امیر رہ سکتا ہے اور نہ کوئی بالکل غریب۔ امیروں کو کہا کہ غریبوں کو صدقات زکوٰۃ و عشر دیا کریں اور غریبوں سے کہا کہ وہ محض ان کے محتاج ہو کہ نہ رہ جائیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ: ”بھیک مانگنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ آدمی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائے اور انہیں بیچ کر اپنا گزارہ کرے۔“

## جنگ کرنے کیلئے رہنما اصول

فوجی افسر اور سپہ سالار کی حیثیت سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ جو اہمیت رکھتی ہے وہ کسی تفصیل کی محتاج نہیں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دشمنوں کی خلاف کس طرح جنگ لڑی، کیا کیا فوجی کارنامے سرانجام دیئے؟ عرب کی تاریخ میں پہلی بار خندق کھود کر جنگ لڑنا۔ طائف کے محاصرے میں دبا بے کا استعمال۔ اہم ناکوں پر فوجی دستے متعین کرنا۔ دشمن کی رسد روک کر اسے کمزور کر دینا وغیرہ عہد رسالت کی جنگوں میں عام مذکور ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جنگ کے موقع پر مجاہدوں کو اس بات کا حکم دیا کہ: ”عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بیماروں اور مذہبی راہنماؤں کا قتل نہ کریں، جو ہتھیار ڈال دے اس سے درگزر کریں، فصلوں کو تباہ نہ کریں اور جو مقابلہ میں نہ آئے اس سے تعرض نہ کریں۔“

## عورتوں کو معاشرے میں بلند مقام دلانا

گھر کے نگران یعنی شوہر کیلئے بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت میں درس عظیم ہے کہ کس طرح گھر میں عدل و انصاف اور مساوات کا دامن تھامے رہے۔ عورتوں کو سب سے پہلے حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحیح مقام دلایا۔ بعثت سے قبل عورت کی حالت جانوروں کی سی تھی۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے عورت کو ایسا اونچا مقام دیا کہ جنت ماں کے قدموں تلے رکھی، یہی وجہ ہے کہ جس شخص کے ماں باپ بوڑھے ہوں اگر وہ حج بیت اللہ کی بجائے گھر میں رہ کر ان کی خدمت کرے تو حج سے زیادہ ثواب ملے گا۔ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دریافت کرنے پر بتایا کہ ماں باپ کی نافرمانی سب سے بڑا گناہ ہے اور ایک موقع پر فرمایا کہ: ”جو شخص اپنے بزرگوں کی عزت نہ کرے اور اپنے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔“

## اطاعت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم واجب ہے

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سیرت طیبہ چونکہ قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے اس لئے قرآن حکیم اور سیرت طیبہ کا ساتھ ساتھ مطالعہ ضروری ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت۔“

حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی اتباع اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے یعنی حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی زندگی ایک مثالی زندگی ہونے کی وجہ سے محض قابل تقلید ہی نہیں ہے بلکہ واجب التقليد بھی ہے۔

سوال 4: خاندان کی ہیئت ترکیبی، مرد کی سربراہی اور والدین سے حسن سلوک پر علیحدہ علیحدہ نوٹ تحریر کریں۔

جواب: والدین سے حسن سلوک

خاندانی زندگی میں جن افراد سے سابقہ پڑتا ہے، ان میں سب سے مقدم والدین ہیں، والدین کے ذریعے سے انسان دنیا پر آتا ہے اور والدین ہی اپنا راحت و آرام قربان کر کے گوشت کے ایک لوتھرے کو پال پوس کر قوی ہیکل جو ان بننے میں مدد دیتے ہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے بڑی نیکی والدین کی خدمت بتائی ہے۔

## آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے والدین کریمین

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے والد محترم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ولادت سے قبل وفات پا چکے تھے۔ آپ خاتم

النبین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال تھی جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی والدہ اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں، دو سال بعد دادا عبدالمطلب کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ البتہ آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور رضاعی باپ حارث بن العزی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بعثت کے عرصہ بعد تک زندہ رہے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ان کی خدمت کا موقع ملا۔

### آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رضاعی والدہ کا ادب

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے نکاح کے بعد ایک مرتبہ حلیمہ سعدیہ مکہ معظمہ میں آئیں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے خشک سالی کی شکایت کی اور بتایا کہ ساری قوم قحط کا شکار ہو رہی ہے۔ یہ سن کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں گفتگو کی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیس بکریاں اور سواری کیلئے ایک اونٹ دے کر حلیمہ سعدیہ کو رخصت کیا۔ دوسری مرتبہ غزوہ حنین کے موقع پر آئیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا اُمی، اُمی! (ماں، ماں!) پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی چادران کیلئے بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کی ضروریات پوری کر کے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔

### رضاعی بہن کے ساتھ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا حسن سلوک

آپ کے رضاعی والد کے میں آ کر مسلمان ہوئے اور ان کی بہت عزت و تکریم کی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی رضاعی بہن حضرت شیماء رضی اللہ عنہا غزوہ حنین میں گرفتار ہوئیں انہیں آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے سامنے لایا گیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے بیٹھنے کیلئے اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا کہ اگر چاہو تو عزت و شفقت سے میرے پاس قیام کرو اور اگر اپنی قوم میں جانا چاہو تو تمہیں بحفاظت پہنچا دوں۔ انہوں نے واپس جانے کو ترجیح دی۔ چنانچہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے انہیں ان کی قوم میں بھیج دیا اور روانگی کے وقت تین غلام، ایک لونڈی اور کچھ اونٹ اور بکریاں عطا کیں۔

### والدین کے ساتھ حسن کا حکم

آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اسی رضاعی رشتے کا پاس کرتے ہوئے غزوہ حنین میں قید ہونے والے قبیلہ بنو سعد کے تقریباً چھ ہزار مردوں، عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا اور ان کے مال مویشی بھی انہیں واپس کر دیئے۔ رضاعی رشتوں کو اس قدر تعظیم سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نظر میں حقیقی والدین کس قدر عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ احادیث میں اگرچہ والدین میں سے ہر ایک کی خدمت اور عزت کرنے کی تاکید کی گئی ہے مگر ماں کو باپ کی نسبت تین گنا زیادہ حسن سلوک کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے والدین کے احترام کو اس قدر ملحوظ رکھا کہ کسی دوسرے کے والدین کو گالی دینے کی اجازت نہیں دی۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا: ”اور ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔“

ایک شخص نے حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ماں کی خدمت کرو۔ نیز فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں میں ہے۔ ایک شخص نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی کہ اُس کا والد اُس کے مال کا خواستگار ہے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔“ اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماں باپ کا نفقہ واجب ہے، خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، خواہ کام کرنے کی طاقت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہیں۔

سوال 5: شہری کا مفہوم اور شہریت کی اقسام تحریر کرنے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بحیثیت ذی وقار شہری پر مکمل نوٹ تحریر کریں۔

### جواب: شہری کا مفہوم

شہری سے مراد صرف وہی شخص نہیں ہے جو شہر میں رہتا ہو بلکہ ملک کا ہر باشندہ، خواہ وہ شہر میں رہتا ہو یا گاؤں میں یا خانہ بدوش ہو، شہری کہلاتا ہے۔ اس میں نہ رنگ و نسل کی کوئی قید ہے، نہ مذہب و عقیدے کی پابندی بلکہ ہر وہ آدمی جو ایک ملک یا ریاست کی حدود میں رہتا ہو اور اس کے قوانین کو تسلیم کرتا ہو، اس ملک یا ریاست کا شہری سمجھا جاتا ہے۔

### شہریت کی اقسام

اس کرۂ ارض پر دو قسم کے شہری ملتے ہیں:

پہلی قسم ان شہریوں کی ہے جو ایسے ملک اور علاقے کے باشندہ ہوتے ہیں جن میں کوئی منظم و مرتب نظام حکومت نہیں ہوتا، جسے ریاست یا حکومت کا نام دیا جائے، نہ ان کیلئے طے شدہ قوانین و ضوابط ہوتے ہیں جن کی انہیں پابندی کرنا پڑے۔ ایسے غیر منظم معاشرے کے عام افراد کے فرائض ہی فرائض ہوتے ہیں، حقوق صرف ان شہریوں کے ہوتے ہیں جو طاقتور ہوں۔ دوسری قسم ان کی ہے جو کسی منظم ریاست کے باشندے ہوتے ہیں اور انہیں ریاست کے قوانین کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ ان کے حقوق و فرائض متعین ہوتے ہیں۔

## ذی وقار شہری

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ ”اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذات اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حیات طیبہ کو پوری انسانیت کیلئے نمونہ عمل قرار دیا ہے۔ کوئی بھی شخص تمام انسانوں کیلئے اور زندگی کے ہر شعبے میں اس وقت تک عملی نمونہ نہیں بن سکتا، جب تک زندگی کے تمام شعبوں کے ساتھ اس کا عملی رابطہ اور تعلق نہ رہا ہو۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذات گرامی اس معیار پر مکمل پوری اترتی ہے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تجارت کے دوران دولت کی فراوانی بھی دیکھی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مکہ معظمہ کی شعب ابی طالب میں غربت کے دن بھی کاٹے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے زندگی کا ایک دور قریش کی محکومی میں گزارا اور ایک دوسرے دور میں لاکھوں انسانوں کے جسموں، دلوں اور دماغوں پر حکومت کی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم صفحہ کی طالب علموں کے شفیق استاد بھی بنے اور خود جبریل امین کے سامنے بیٹھ کر قرآن مجید سیکھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بحیثیت شوہر ازواج مطہرات کی دنیا اور آخرت بھی سنواری اور بحیثیت والد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن و حسینؑ کی ایسی بے مثال تربیت کی کہ وہ جنتیوں کے سردار کہلائے۔

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی پوری زندگی دنیا کے سامنے ایک کھلی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے جس کا قاری بآسانی صحیح اندازہ کر سکتا ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے انسانوں کے مختلف طبقات، مسلمانوں، غیر مسلموں، اپنوں، بیگانوں، دوستوں، دشمنوں، امیروں، غریبوں، حاکموں اور محکوموں بلکہ حیوانوں کے حقوق کا کس قدر تحفظ فرمایا ہے۔

## خلق عظیم کے حامل

ہر شہری کی طرح آپ بھی اپنے دل میں یہ خواہش رکھتے ہوں گے کہ لوگ آپ کو عزت، احترام اور محبت کی نگاہ سے دیکھیں، آپ کے خیر خواہوں اور مخلص احباب کی کثرت ہو، آپ کی شخصیت پر کشش ہو، لوگ آپ سے نفرت کی بجائے محبت کرتے ہوں اور آپ کی جانب کھینچ کھینچ کر آتے ہوں۔ یہ شان محبوبیت آپ صرف عمدہ اخلاق کی بدولت حاصل کر سکتے ہیں۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بعثت کے ابتدائی دور میں کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے ہیں تو سب لوگ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تنہا وہاں رہ جاتے ہیں، مگر بیس 20 سال کے بعد اسی مکہ معظمہ شہر میں، عرفات کے مقام پر، حجۃ الوداع کے موقع پر سو والا لاکھ 1,25,000 کے قریب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے مخلص صحابہ کرامؓ کی جماعت موجود ہے جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے قدموں میں اپنی جانیں نچھاور کرنا اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتی ہے۔ یہ کرشمہ تھا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی عمدہ اخلاق کا۔ ارشاد الہی ہے: ”اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپ لوگوں کے حق میں نرم ہو گئے ہیں اور اگر آپ تند خواہ اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے ارد گرد سے بھاگ جاتے۔“

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے عام شہری کی حیثیت سے ہمارے سامنے اخلاق حسنہ کا اعلیٰ معیار پیش فرمایا۔ بلا شک و شبہ ایک شہری کیلئے اخلاق حسنہ سے بڑھ ضروری کوئی چیز نہیں ہے جو لوگ اچھے اخلاق سے عاری ہیں، وہ اچھے شہری نہیں کہلا سکتے۔

## دوسرے شہریوں کے حقوق کے محافظ

معاشرتی زندگی میں انسان کو بہت سے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ مثلاً والدین، اولاد، بہن بھائی، دوست و احباب، خویش واقارب، مسلم غیر مسلم بڑے چھوٹے۔ ایک اچھا شہری ہر فرد کے ساتھ اس کے درجے کے مطابق حسن سلوک سے معاملہ کرتا ہے۔ رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں پوری انسانیت کیلئے ایک اچھا اور مثالی شہری بننے کیلئے اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرمایا۔

## صلہ رحمی کرنے والے

اسلام میں تمام اعمال کا دار و مدار حسن نیت، اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور بے غرضی و بے لوثی پر رکھا گیا ہے۔ اس لئے صلہ رحمی میں بھی یہ ضروری ہوگا صلہ رحمی دنیوی مفادات کی بنیاد پر یا رشتہ داروں کی طرف سے حسن سلوک کے بدلے نہ کی جائے بلکہ رضاء الہی کے حصول کی خاطر صلہ رحمی کی جائے، خواہ رشتہ دار قطع رحمی اور بدسلوکی کے مرتکب کیوں نہ ہو رہے ہوں۔

1- ”جو تم سے تعلق توڑے، اس سے تعلق جوڑو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر اور جو تمھ سے برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کر۔“

2- ”صلہ رحمی کرنے والے وہ شخص نہیں ہے جو صلہ رحمی کے جواب میں صلہ رحمی کرے بلکہ وہ ہے جو قطع رحمی کے مقابلے میں صلہ رحمی کرے۔“



اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”قربت داروں کا حق ادا کر۔“

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صرف دوسروں کو ہی صلہ رحمی کا درس نہیں دیا بلکہ خود بھی زندگی بھر صلہ رحمی کے عمل پر کاربند ہے۔ جناب ابوطالبؓ کی مالی حالت اچھی نہ تھی۔ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے لخت جگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کفالت اپنے ذمہ لے کر ان کا بوجھ ہلکا کیا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے چچا زاد بھائی نوفل بن حارث کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کی شادی کا بندوبست فرمایا۔ ایک دفعہ اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھ کر ان کیلئے خورد و نوش کی اشیاء مہیا فرمائیں۔ بنی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے چچا، چچا زاد بہنوں اور پھوپھیوں کے ساتھ ان کے اسلام لانے سے پہلے بھی مالی معاونت فرمایا کرتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے: ”مسکین کو صدقہ دینا ایک ثواب ہے اور قربت دار کو صدقہ دینا دو گنا ثواب ہے۔“

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نسبی رشتوں کے علاوہ رضاعی رشتوں کا بھی بہت احترام کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی رضاعی والدہ اور رضاعی بہن کے استقبال کیلئے کھڑے ہو جاتے اور ان کے بیٹھنے کیلئے اپنی چادر بچھا دیتے تھے۔



## مشق نمبر 3 سیرت طیبہ (436) بہار 2021ء

سوال 1: علم کی تعریف کریں اور اس کی اقسام تحریر کریں۔

جواب: علم کی تعریف

خالق کائنات کا انسان پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے انسان کو علم کی دولت سے نوازا۔ اسی دولت علم کی بناء پر اس نے فرشتوں کو انسان کے حضور جھکنے کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور اس نے آدم کو سارے نام سکھائے۔ پھر انہوں نے فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر سچے ہو۔ انہوں نے عرض کیا، نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے، ہم تو بس اتنا ہی علم رکھتے ہیں، جتنا آپ نے ہمیں سکھایا ہے۔ حقیقت میں آپ ہی سب کچھ جاننے والے اور حکمت والے ہیں۔“

علم کی تعریف

علم کا لفظی معنی ہے ”جان لینا، ادراک کرنا“ علم کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے اس کائنات کو بنایا اور اس میں انسان کو پیدا کیا وہی کل کائنات کی حقیقتوں اور انسان کی فطرت کا علم رکھتا ہے۔ انسان کے پاس جس قدر علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔

☆ ”میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔“ (الانعام: 80)

☆ ”ہاں کیوں نہیں وہی خالق پیدا کرنے والا جاننے والا ہے۔“ (یٰسین: 81)

علم کی اقسام

انسانی علم کی دو قسمیں ہیں:

1- انسانی حواس کے ذریعے حاصل ہونے والا علم

یہ ایسا علم ہے جس کا ذریعہ حواس ہیں۔ ان کے ذریعے سے حاصل ہونے والی معلومات کو انسان فکر و استدلال اور مشاہدات و تجربات کی مدد سے مرتب کر کے نئے نئے نتائج تک پہنچتا ہے۔ اس علم کیلئے عالم بالا سے کسی تعلیم کے آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ انسان پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کی دنیا میں پائی جانے والی اشیاء کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے، ان میں کام کرنے والی قوتوں کو معلوم کرے، ان کے اندر کارفرما قوانین کو سمجھے اور ترقی کی راہ میں آگے بڑھتا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

1- ”کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخر کر دی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کریں۔“ (لقمان: 21)

2- ”عنقریب ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں اور ان کے اپنے نفسوں میں دکھائیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یہ (قرآن مجید) حق ہے۔“ (حم سجدہ: 53)

علم کے اس دائرے میں بھی خالق کائنات نے انسان کو تنہا نہیں چھوڑا بلکہ وہ غیر محسوس طریقے سے ایک تدریج کے ساتھ اپنی پیداکر ہونے والی کائنات کا تعارف کراتا رہا ہے اور تاریخ کے مختلف ادوار میں کسی نہ کسی انسان کو ایسی بات سمجھاتا رہا ہے جس سے وہ کوئی نئی چیز ایجاد یا نیا قانون دریافت کر سکا لیکن یہ انسانی علم کا وہ دائرہ ہے جس کیلئے کسی نبی اور کسی کتاب کی حاجت نہیں۔ اس دائرے کی معلومات کیلئے انسان کو مطلوبہ ذرائع عطا کر دیئے گئے ہیں۔

2- انبیاء علیہم السلام کا مخصوص دائرہ علم

دوسری قسم کا دائرہ علم وہ ہے جو انسان کے حواس کی پہنچ سے بالاتر ہے۔ اس کا ادراک انسان کسی طرح نہیں کر سکتا۔ علم کی اس حقیقت کو نہ انسان تول سکتا ہے نہ ناپ سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے ذرائع میں سے کوئی ذریعہ استعمال کر سکتا ہے۔ فلسفی اور سائنس دان اس کے متعلق اگر کوئی رائے قائم کرتے ہیں تو وہ محض قیاس پر مبنی ہوتی ہے جسے علم نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ وہی آخری حقیقتیں (Ultimate Realities) ہیں جن کا ادراک انسان اپنے محدود علم کی بناء پر نہیں کر سکتا۔ اس دائرہ علم میں انسان صرف اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا محتاج ہے۔ چنانچہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کی مادی ضرورتوں کو پورا کیا، آگ، پانی اور رزق کا بندوبست فرمایا، اسی طرح اس نے اس دائرہ علم میں وحی نازل کر کے انسان کے آغاز و انجام اور اس کے مقصد زندگی سے آگاہ کیا۔ روئے زمین پر آنے والا پہلا انسان خدائی ہدایت سے سرفراز تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اسے ہدایت سے نوازا بلکہ اس کی تمام اولاد کیلئے یہ فیصلہ صادر فرمایا: ”پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئی تو جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی، ان کیلئے کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔“ (البقرہ: 38)

قرآن کریم واضح کرتا ہے کہ وہ قومیں جنہوں نے پہلی قسم کے علوم میں خوب ترقی کی اور محض اس دنیا کی زندگی کو خوب سے خوب تر بنانے کیلئے زیادہ سے زیادہ وسائل عیش و عشرت فراہم کئے۔ اپنے فن تعمیرات پر فخر کیا لیکن ہدایت الہی کو پس پشت ڈالا اور انبیاء و رسل کی تعلیمات کا مذاق اڑایا تو ان کی مادی ترقی ان کے کسی کام نہ آ سکی۔ ایسی قومیں بلا خرا اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”پھر جب ان کے رسول ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر اترانے لگے اور ان پر وہ عذاب آ گیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔“

(المومن: 83)

اس دائرہ علم میں انسانی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے جنہیں وہ علم عطا کیا گیا جو انسان محض اپنی عقل اور حواس کے ذریعے سے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ انبیاء کرام نے اس علم کو صرف انسانوں تک پہنچایا ہی نہیں بلکہ اس کے مطابق عمل کر کے دکھایا۔ اس سلسلہ نبوت کی آخری کری محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہیں جن کی امتیازی خصوصیت ہی یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم معلم انسانیت ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے تو صرف معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔“

سوال 2: تبلیغ کے مفہوم اور اس کی اہمیت پر علیحدہ علیحدہ نوٹ تحریر کریں۔

جواب: تبلیغ کا مفہوم

تبلیغ کے لفظی معنی ”پیغام پہنچانے“ کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کے معنی یہ ہیں کہ ”جس کو ہم اچھا سمجھتے ہیں“ اس کی اچھائی اور خوبی کو دوسرے لوگوں دوسری قوموں تک پہنچائیں اور انہیں اس کے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ قرآن پاک میں تبلیغ کے ہم معنی چند اور الفاظ بھی ہیں مثلاً (دعوة) ”بلانا یا پکارنا اور (تذکر) ”یاد دلانا، نصیحت کرنا“ وغیرہ۔ رسالت کے معنی ہیں ”پیغام کئے“ اور رسول وہی ہوتا ہے جو پیغام لائے اور اس کا اصلی فریضہ یہ ہے کہ وہ اس پیغام کو پہنچا دے اسی پہنچانے کا نام ہے ”تبلیغ یا ابلاغ“، چنانچہ قرآن مجید نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے فریضہ تبلیغ کے متعلق واضح الفاظ میں یہ فرمایا کہ: ”رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذمہ داری صرف اسی قدر ہے کہ وضاحت کے ساتھ پہنچا دے۔“

خود انبیاء کی پاک زندگیوں کا اصل مشن یہی رہا اور ان کی داعی الی الحق (حق بات کی طرف بلانے والے) کی حیثیت باقی تمام حیثیتوں سے نمایاں اور ممتاز رہی۔ اسلام کا اصل مقصد انسانی زندگی کو ایک خاص راہ پر چلانا ہے اسلام ایک زندہ اور متحرک تحریک فکر و عمل ہے جو انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کو ہدایت الہی کا پابند بناتی ہے۔ اسلام ایک دعوت ہے جو انسانوں کو خدا کے دین کی طرف بلاتی ہے اور ان کی زندگیوں کو نور الہی سے منور کرتی ہے۔ انبیاء کرام وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جو اس دعوت کے داعی اور اس تحریک کے قائدین ہیں، ان کی رہنمائی میں یہ اصلاحی جدوجہد پھیل رہی اور اس سلسلے کی آخری کڑی حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تھے۔

تبلیغ کی اہمیت

تبلیغ کسی فرد یا قوم کیلئے زندگی کی علامت ہے اس کے ذریعے دوسروں تک اپنے خیالات پہنچائے جاتے ہیں۔ دنیا کے تمام مصلحین اور بانیان مذاہب اسی وجہ سے فریضہ تبلیغ انجام دیتے ہیں لیکن حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی آمد سے پہلے دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں تھا جسے ہم باقاعدہ تبلیغی مذہب کہہ سکیں کیونکہ ان کی زیادہ سے زیادہ تبلیغی کوششیں صرف اپنی قوم کی حد تک محدود تھیں۔ دراصل اس وقت تک دنیا جغرافیائی لحاظ سے بٹی ہوئی تھی۔ ذرائع آمد و رفت بھی محدود تھے۔ اس لئے ہر مصلح صرف اپنی قوم کی اصلاح کی طرف توجہ دیتا تھا اور باقی قوموں کی ایسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اولین طور پر یہ کام کیا کہ دنیا کی قوموں کو برابری اور مساوات کی ایک سطح پر لا کھڑا کیا اور خدا تعالیٰ کے پیغام کی دعوت کا سب کو یکساں مستحق قرار دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی تبلیغ کیلئے قریش وغیر قریش، حجاز و یمن، عرب و عجم اور ہند و روم کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ دنیا کی ہر قوم، ہر زبان اور ہر گوشے میں صدائے الہی پہنچانا فرض قرار دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی اس حیثیت کو قرآن پاک کی کئی آیات واضح کرتی ہیں مثلاً:

1- ”اے چادر میں لیتے ہوئے! اٹھ کھڑے ہوں اور ہوشیار و آگاہ کریں۔“ (المدثر: 1-2)

2- ”لوگوں کو دعوت دیں اور خود مضبوط قائم رہیں جس طرح آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے۔“ (الشوری: 15)

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا طریقہ تبلیغ

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بعثت کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچانا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نبوت کا دائرہ پورے عالم پر محیط تھا۔ عملی سہولت کیلئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک خاص ترتیب ملحوظ رکھی تھی اور دعوت اسلام کو اپنے گھر والوں سے شروع کر کے بتدریج عالمی پیغام بنادیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے سب سے پہلے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہو چکے تھے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق و عادات اور چالیس سالہ زندگی کے معمولات سے اچھی طرح واقف تھے۔ انہوں نے بلا تامل اس دعوت کو قبول کر لیا۔ سب سے پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ پیغام سنایا وہ فوراً ایمان لے آئیں، پھر مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ غلاموں میں زید بن حارثہؓ اور عموں میں حضرت علیؓ نے سب سے پہلے ایمان قبول کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑے بااثر، دولتمند اور فیاض تھے ان کی ترغیب سے کچھ اور لوگ مثلاً حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمنؓ بن عوفؓ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ اور حضرت طلحہؓ عثرف باسلام ہوئے۔ پھر ان کی کوششوں سے اسلام کا اثر اور لوگوں تک بھی پہنچا اور ایک اچھی خاصی جماعت دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔ ابتدائی تین سالوں میں دعوت و تبلیغ کا یہ کام بہت احتیاط سے پوشیدہ طور پر ہوا اور خاص لوگوں کے سوا کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اس سے ہمیں یہ اصول معلوم ہوتا ہے کہ: ”جب بھی تبلیغ کے کام کا آغاز کیا جائے تو اپنے گھر والوں سے ابتداء کی جائے۔“

### قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا فرض خفیہ تبلیغ اور چند افراد کے ہدایت یاب ہونے پر ختم نہ ہوتا تھا اس لئے تین سال کے بعد اعلانیہ تبلیغ کے احکام نازل ہوئے۔

1- ”یعنی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کھول کر کہہ دیں۔“ (المحج: 94)

2- ”اور اپنے سب سے نزدیک کے اہل خاندان کو آگاہ و ہوشیار کریں۔“ (الشعری: 214)

چنانچہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو دعوت ایمان دی لیکن وہ سب ناراض ہو کر چلے گئے اس واقعے کے چند روز بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک دعوت کا انتظام کیا جس میں تمام خاندان عبدالمطلب کو مدعو کیا کھانا کھلانے کے بعد یہاں بھی لوگوں کو پیغام حق سنایا لیکن حضرت علیؓ کے سوا کسی نے بھی اس پیغام کی اہمیت کو نہ سمجھا۔

### تمام اہل مکہ کو تبلیغ

اہل خاندان کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس دعوت کے دائرے کو کچھ اور وسیع کیا اور سارے اہل مکہ اور اطراف کے لوگوں میں پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ جیسے ہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تبلیغ کو وسعت دی، مشرکین نے اپنی مخالفت تیز کر دی۔ ابتداء میں نرمی سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو باز رکھنے کی کوشش کی لیکن جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے چچا ابوطالب سے شکایت کی ان کے منع کرنے کے باوجود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس مشن کو چھوڑ دینے پر آمادہ نہ تھے چنانچہ اس فرض کی ادائیگی میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو بہت مصائب اٹھانے پرے اس پر قریش حیران تھے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم یہ سب سختیاں کیوں جھیلتے ہیں۔ انہوں نے کم عقلی کی وجہ سے یہ خیال کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا مقصد جاہ، مرتبہ، دولت کا حصول اور نام و نمود کی خواہش ہے چنانچہ انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس بھیجا۔ جس نے ان چیزوں کی پیش کش کی بشرطیکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم دین اسلام کی دعوت ترک کر دیں لیکن حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس کے جواب میں سورۃ حم السجدہ کی پہلی دس آیات تلاوت فرمادیں۔ عتبہ یہ آیات سن کر واپس آ گیا اور اپنی قوم سے کہا کہ:

”محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم جو کلام پیش کرتے ہیں وہ نہ شاعری ہے نہ جادوگری بلکہ کوئی اور چیز ہے اس سے بہتر کلام آج تک میرے کانوں نے نہیں سنا۔ میری رائے میں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آجائیں تو یہ تمہاری عزت ہے ورنہ عرب ان کو خود فنا کر دیں گے۔“

لیکن قریش نے یہ رائے منظور نہ کی۔ جب اہل عرب نے دیکھا کہ اسلام غریب لوگوں سے بڑھ کر صاحب حیثیت لوگوں مثلاً حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ تک پھیل رہا ہے تو ان کا غیظ و غضب بڑھ گیا۔ ان کا یہ غصہ لوگوں پر عذاب کی طرح ٹوٹا لیکن یہ تمام سفاکیاں اسلام کے پھیلنے کی رفتار کم نہ کر سکیں۔ جب مشرکین کے مظالم حد سے بڑھنے لگے اور مکہ معظمہ میں مسلمانوں کیلئے زندگی اجیرن ہو گئی تو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی۔ یہاں مسلمانوں کو کچھ آرام ملا تو مشرکین نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو مسلمانوں کی خلاف بھڑکایا۔ اس نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اس پر مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفرؓ نے دربار میں تقریر کی اور اسلام کے اصول بیان کیے۔

### کفار مکہ کی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے خاندان سے قطع تعلق

کفار مکہ کا وفد نام کام ہو کر واپس مکہ میں آ گیا۔ مشرکین اس ناکامی پر بھڑک گئے اور بنو ہاشم کے ساتھ معاشرتی مقاطعہ کر دیا۔ یعنی طے ہوا کہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات بھی منقطع کر لئے جائیں ان کے ساتھ خرید و فروخت نہ کی جائے اور نہ ان سے کسی قسم کا تعلق رکھا جائے۔ چنانچہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اپنے خاندان کے ساتھ تین سال تک ایک گھاٹی میں گزارنے پرے۔ یہ انتہائی مصیبت کا وقت تھا لیکن حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے عزم کو کم نہ کر سکا۔ اس گھاٹی سے نکلنے



کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ ابوطالب کی حمایت اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مالی وجاہت کے باعث قریش حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خلافت کوئی سخت اقدام کرنے سے جھکتے تھے لیکن ان دونوں کی وفات کے بعد قریش کو کسی کا لحاظ نہ رہا اور انہوں نے بہت بے رحمی سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو ستانا شروع کیا۔

سوال 3: اخلاق کا مفہوم، اقسام اور معلم اخلاق کے مفہوم کی وضاحت کے بعد اخلاق کی دینی اہمیت تحریر کریں۔

جواب: اخلاق کا مفہوم

اخلاق عربی زبان کا لفظ ہے اور خلق کی جمع ہے۔ خلق اس عادت کو کہتے ہیں ”جو کسی کام کو ایک ہی طرح سے بار بار کرتے رہنے سے پختہ ہو جائے۔ تو گویا پختہ عادت کا نام خلق ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص جب کسی غریب کو دیکھتا ہے تو اس کی مدد کرتا ہے تو ہم کہیں گے کہ سخاوت اس کی عادت یا خلق ہے اگر کوئی شخص ایک آدھ بار کسی کی مدد کرتا ہے تو وہ سخی نہیں کہلائے گا کیونکہ سخاوت اس کی عادت نہیں ہے۔

اخلاق کی اقسام

اخلاق اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی۔ اگر کوئی شخص ایسے کام کرنے کی عادی ہو جو عقل اور شریعت کے مطابق ہیں تو اس کے اخلاق اچھے ہیں اور اگر ایسا کام کرتا ہے جو عقل اور دین کے تقاضوں کی خلاف ہیں تو وہ برے اخلاق والا ہے۔ اچھے اخلاق کو ”فضائل اخلاق“ اور برے اخلاق کو ”رذائل اخلاق“ کہتے ہیں۔

معلم اخلاق کا مفہوم

اللہ تعالیٰ انسانوں کو اچھے اخلاق کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے وقتاً فوقتاً انبیاء اور رسول بھیجتا رہا۔ یہ تمام انبیاء درحقیقت انسانوں کو اچھے اخلاق سکھانے اور بری عادتوں سے روکنے کیلئے بھیجے گئے رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد خود بتاتے ہوئے فرمایا: ”مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔“ پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی تعلیم کا اصل مقصد ان الفاظ میں بیان فرمایا: ”میں صرف اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق حسنہ کی تکمیل کروں۔“

اخلاق کی دینی اہمیت

اچھے اخلاق (اخلاق حسنہ) ایمان کی پہچان ہے۔ جتنے کسی کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ اتنا ہی اس کا ایمان مضبوط ہوگا۔ کوئی شخص زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اور عبادات کا بھی اہتمام کرتا ہے مگر اس کے دل میں انسانوں سے محبت، غریبوں، حاجت مندوں کیلئے رحم، اپنے بڑوں کیلئے ادب، اپنے چھوٹوں کیلئے شفقت، اپنے دوست احباب، رشتہ داروں، پڑوسیوں کیلئے حسن سلوک کے جذبات نہیں ہیں تو اس کا طرز عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کا ایمان ابھی تک اس کے دل کی گہرائیوں میں نہیں اتر سکا۔ ہمارے اخلاق ہماری ایمانی کیفیت کو ماپنے کا ذریعہ ہیں۔ اخلاق حسنہ ہی ایک ایسا معیار ہے جس سے کسی شخص کے ایمان کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس درجے کا ہے۔ رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے: ”مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔“

رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”انسان اچھے اخلاق سے اس شخص کا درجہ پالیتا ہے جو رات بھر عبادت کرتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جن گونا گوں نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں سب سے بڑی نعمت حسن خلق ہے۔ نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے: ”لوگوں کو جو بہترین چیز عطا ہوئی، وہ حسن خلق ہے۔“

اخلاق حسنہ آخرت میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے قرب کا ذریعہ ہوں گے، جبکہ برے اخلاق والے افراد کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی مجلس کے قریب بھی نہیں بٹھکنے دیا جائے گا۔ ارشاد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہے: ”تم میں میرا سب سے پیارا اور آخرت میں نشست میں مجھ سے قریب وہ شخص ہے جو خوش خلق ہے اور مجھے سب سے ناپسندیدہ اور آخرت میں مجھ سے دور وہ آدمی ہوگا جو بد خلق ہے۔“

سوال 4: معلم اخلاق حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے تعلیمی طریقہ کار پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا تعلیمی طریقہ کار بحیثیت معلم اخلاق

عملی نمونہ پیش کرنا

تعلیم کا سب سے عمدہ اور کارگر طریقہ یہ ہے کہ جن باتوں کی تعلیم دینا ہو، ان کو نہ صرف زبان سے ہی کہا جائے بلکہ ان کا عملی نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے، کیونکہ انسان کانوں کی بہ نسبت آنکھوں سے زیادہ سیکھتا ہے۔ انسان کے بننے یا بگڑنے کا زیادہ تر انحصار ان باتوں پر ہوتا ہے جو وہ دیکھتا ہے۔

نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا یہی دستور تھا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم لوگوں کو کسی بات کی ترغیب دینے سے پہلے اس پر خود عمل کر کے اپنا نمونہ پیش فرماتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اگر لوگوں کو ذکر اللہ تعالیٰ کی تلقین کی تو خود اس پر اس طرح عمل کیا کہ کبھی ایک لمحے کیلئے بھی یاد خدا تعالیٰ سے غافل نہیں ہوئے لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی تو خود کبھی مال جمع نہیں کیا بلکہ قرض لے لے کر بھی حاجت مندوں کی ضرورتیں پوری فرمائیں۔

### سختی اور نرمی کا بر محل استعمال

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے تعلیمی طریق کار کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم موقع محل کی مناسبت سے سختی اور نرمی کا استعمال فرماتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا لیکن جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑتا تو اس کو مقررہ سزا دی جاتی۔

### خوبصورت تشبیہات کا استعمال

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کسی چیز کی اچھائی یا برائی ذہن نشین کرانے کیلئے خوبصورت تشبیہات کے ذریعے سے تعلیم دیتے مثلاً اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر و ثواب بتانے کیلئے اسے گندم کے ایسے دانے سے تشبیہ دی جس سے آگے سات دانے پیدا ہوں اور ریا کاری کے خرچ کو پتھر پر مٹی سے تشبیہ دی کہ اس پر تھوڑی سے بارش پڑے تو وہ صاف ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ریا کاری سے خرچ کیا ہوا مال کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔

### نتائج کا بیان

کبھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اچھائیوں اور برائیوں کے نتائج بیان کر کے ان کے بارے میں تعلیم دیتے۔ مثلاً شراب نوشی اور قمار بازی کی برائی بتانے کیلئے اس کے نتائج سے آگاہ کیا گیا کہ شراب اور جوا، دشمنی اور عداوت پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ یا دالہی سے غافل کر دیتے ہیں۔

### شخصی حالات کے مطابق علاج

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہر شخص کا علاج اس کے اخلاقی مرض کے مطابق فرماتے مثلاً ایک شخص نے درخواست کی کہ ”یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم! مجھے نصیحت کریں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”غصہ نہ کر۔ اس نے کہا: ”اور“۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”غصہ نہ کر۔ اس نے کئی بار اپنا سوال دہرایا اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہر بار یہی جواب دیا۔ چونکہ اس شخص کی طبیعت میں غصہ بہت تھا، اس لئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس کی ضرورت اور حالت کے مطابق اس کا علاج فرمایا۔

### اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنانے کی ترغیب

کبھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اچھے اخلاق کی اس طرح ترغیب دیتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق ہیں اور ہمیں بھی ان اخلاق سے متصف ہونا چاہیے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو اپناؤ۔“

ایک مرتبہ ایک صحابہؓ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے پوچھا: ”اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم! اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، اس کا جوتا اچھا ہو، تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟“ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں۔“

”اللہ تعالیٰ جمال والا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔“

### سوال کے ذریعے متوجہ کرنا

کبھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم یہ طریقہ کار فرماتے کہ لوگوں سے سوال کرتے اور جب انہیں ہمدن متوجہ پاتے تو خود اس کا جواب دے کر بات ذہن نشین کروا دیتے۔ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا: ”کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟“

لوگوں نے کہا: ”ہم میں سے مفلس وہ ہے جس کے پاس روپے پیسے ہوں، نہ ساز و سامان۔“

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، زکوٰۃ اور روزے وغیرہ لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا، تو اس کی نیکیاں لے کر ان لوگوں کو دے دی جائیں گے جن پر اس نے ظلم کیے ہیں اور جب اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کے گناہ اس کے سر ڈال کر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔“

## بعض نیکیوں کے مفہوم کو وسعت دینا

بسا اوقات آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم بعض مخصوص نیکیوں کے مفہوم کو وسعت دے کر لوگوں کو اچھے کاموں کی ترغیب دیتے مثلاً عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ ”صدقہ“ اللہ کی راہ میں روپیہ پیسہ خرچ کرنے کا نام ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے صدقے کے مفہوم کو وسعت دیتے ہوئے فرمایا: ”اپنے بھائی سے ملنے وقت مسکرا دینا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا اور بری بات سے روکنا بھی صدقہ ہے، کسی بھٹکے ہوئے کو راہ بتانا بھی صدقہ ہے، کسی اندھے کی رہنمائی کرنا بھی صدقہ ہے، راستے سے پتھر، ہڈی یا کانٹے وغیرہ کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔“

## اخلاق حسنہ پر بیعت

آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مختلف اخلاقی باتوں پر لوگوں سے بیعت بھی لی ہے حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں: ”آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہم سے ان باتوں پر بیعت لی کہ ہم ہر حال میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا اتباع کریں گے، عدل وانصاف قائم کریں گے اور دین کے معاملات میں کسی کی ملامت کی پراہ نہیں کریں گے۔“

قرآن حکیم میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے کہا گیا ہے کہ: ”جو عورتیں ایمان لانا چاہیں وہ بیعت میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے ان باتوں کا عہد کریں کہ چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان نہیں باندھیں گی اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گی۔“ (الممتحنہ: 12)

الغرض نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی تعلیم کا طریقہ حکمت پر مبنی تھا اور جس موقع پر جس انداز سے تعلیم زیادہ موثر ہوتی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم وہی انداز اختیار فرماتے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ان مختلف طریقوں میں معلمین اخلاق کیلئے نمونے موجود ہیں کہ اصلاحی کام کرنے والوں کو لوگوں کی نفسیات اور موقع محل کی مناسبت سے پورے طور پر آگاہی ہونی چاہیے۔

سوال 5: سالار دین حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حکمت عملی جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: سالار دین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حکمت عملی

نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو جب نبوت سے سرفراز کیا گیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس دین حق اور ضابطہ حیات کی تبلیغ کا حکم دیا تھا، اس میں سب سے پہلا خطاب بنی ہاشم سے تھا۔ ”اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو خبردار کیجئے۔“ (شعراء: 214)

پھر اہل مکہ معظمہ کو مخاطب کرنے کا حکم ہوا: ”آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم مکہ معظمہ اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو خبردار کریں۔“

پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو مکہ معظمہ ہی میں یہ حکم دیا گیا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تمام انسانیت کیلئے اپنے نبی رحمت ہونے کا اعلان فرما دیجئے۔ ”آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کیلئے رسول بن کر بھیجا گیا ہوں“ (الاعراف: 108)

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے سپرد جو کام ہوا تھا، وہ کتنا مشکل اور کٹھن تھا اپنے رشتہ داروں کو دین حق کی دعوت کا حکم ہوا، پھر مکہ معظمہ اور عرب والوں کو اسلام کی طرف بلانے کا حکم ہوا، پھر تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دینے کا حکم ہوا۔ اس بھاری ذمہ داری میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو قدم پر شدید ترین مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے کام کو مکمل کرنے کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی اور کئی زندگی میں ایسی حکمت عملی اختیار کی جو وہاں کے حالات اور تقاضوں کے مطابق تھی اور کامیابی کی ضامن، چنانچہ کئی دور میں بحیثیت سالار آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے حسب ذیل اقدامات فرمائے:

## جماعت کی مرحلہ وار تربیت

مکہ معظمہ اور عرب کے لوگ کسی بڑی تحریک کیلئے عملی تربیت سے بالکل واقف نہیں تھے بلکہ تاریخ انسانی میں ایسی کوئی تحریک پہلے نہیں چلی تھی جس کا سالار اور اس کے ماننے والے اگرچہ بے سرو سامانی کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر گئے ہڑے تھے مگر عملی تربیت سے سیرت و کردار کی وہ مضبوطی اور عقیدہ و ایمان کی وہ پختگی پیدا ہو گئی جسے پختی ہوئی ریت، دھکتے ہوئے سنگریزے اور بھڑکتے ہوئے شعلے بھی نہ پگھلا سکے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ایک جماعت کی تربیت و تیاری ضروری خیال کی جو اللہ تعالیٰ کے دین کو عام کرنے کی ذمہ داری کو پورے حسن و خوبی کے ساتھ نبھاسکے۔

## دنیاوی اسباب و وسائل کی اہمیت کا احساس

ہادی برحق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کے سوا کسی چیز پر بھروسہ نہیں کیا۔ مگر ظاہری اور دنیاوی وسائل کی اہمیت کو بھی کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ تدبیر کے بعد تقدیر پر بھروسہ ہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا طریقہ کار تھا، توکل کا یہی مطلب ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دین حق کے غلبے کیلئے مکہ معظمہ کے سرداروں کی ہدایت کیلئے دعائیں کیں۔ ایک مرتبہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ابو جہل یا عمر بن الخطاب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں سے کسی کو ہدایت فرما کہ وہ عزت و غلبہ اسلام کا وسیلہ بنے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی حمایت کو بھی ناپسند نہیں فرمایا۔ یہ سب باتیں سبق دیتی ہیں کہ دنیاوی اسباب اور ظاہری وسائل کی اہمیت سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے غماض نہیں برتا۔

## گرد و پیش سے آگاہی

سپاہیانہ قیادت میں گرد و پیش کے حالات سے گہری واقفیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف بلاد عرب بلکہ دور دراز کے علاقوں سے پوری واقفیت تھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو مکہ معظمہ طائف اور یثرب کے محل وقوع اور لوگوں کی بود و باش اور اہمیت و مقام کا اندازہ تھا۔ مکہ معظمہ کے بعد طائف اور اہل طائف زیادہ اہمیت کے حامل تھے۔ اس لئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اسے اپنا مرکز دعوت بنانے کیلئے طائف کا سفر اختیار فرمایا۔ طائف کے بعد یثرب کی اہمیت تھی اور مرکز دعوت اسلام بننے کا شرف اسی کیلئے مقدر تھا۔ یہ تمام اقدامات ایسے ہیں جن سے کم سے کم عرب کے لوگ تو بالکل نا آشنا تھے۔ سالار دین کے یہ اقدامات اور حکمت عملی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی سپاہیانہ قیادت کا حصہ ہے۔





## مشق نمبر 4 سیرت طیبہ (436) بہار 2021ء

سوال 1: حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم بحیثیت قانون ساز پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم بحیثیت قانون ساز

اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے انبیاء اور وحی کے بھیجنے کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا وہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی ذات بابرکات پر آ کر ختم ہو گیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا آخری کلام قرآن مجید نازل ہوا اور اس کا دین مکمل ہو گیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور میں نے پوری کر دی تم پر اپنی نعمت۔“ (المائدہ: 3)

چونکہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے بعد نہ کسی نئے نبی کو آنا ہے نہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی نئی کتاب ہدایت اُترنی تھی اور اُمت کو تار و ز قیامت زندگی کے ہر شعبے میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی پیروی اور اطاعت کرنی تھی، لہذا ضروری تھا کہ جیسے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی اخلاقی اور روحانی تعلیمات میں جامعیت، آفاقیت اور بقا و دوام کی خصوصیات ہیں، اسی طرح معیشت و اقتصادیات، سیاست و حکومت اور نظام قانون و انصاف سے متعلق آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے احکام و ارشادات بھی ایسے عالمگیر اور دائمی اصولوں پر مبنی ہوں جو ہر دور میں اور ہر زمانے میں قابل عمل ہوں، جو ہر دور کے تقاضوں پر پورے اُترنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، جن میں تبدیلی کی ضرورت کبھی پیش نہ آئے۔ چنانچہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے قائم کردہ الہامی اصول اور قواعد کلیہ میں یہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح قانون سازی سے متعلق آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی ہدایت بھی بڑی جامعیت اور عالمگیر سچائی کی حامل ہیں۔ وہ انسان کی فطرت اور احساسات سے کلی مطابقت رکھتی ہیں۔ ان میں اتنی آفاقیت اور یک پائی پائی جاتی ہے کہ ان کی بنیاد پر زندگی کے ہر آنے والے دور میں ایسی تعمیری قانون سازی کی جاسکتی ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بدلتے ہوئے تقاضوں سے ہم آہنگ اور اس کے امن و سکون اور ترقی و کمال کی ضامن ہو۔

نبوی ﷺ قانون سازی کی خصوصیات

نبوی ﷺ قانون سازی کی وہ نمایاں خصوصیات جن کی روشنی میں ہم اپنے نظام قانون و انصاف کو تعمیری بنیادوں پر اس سے پہلے استوار کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے مندرجہ ذیل ہیں:

وحی والہام پر مبنی ہونا

حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی قانون سازی کی سب سے پہلی اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی بنیاد فانی انسانوں کے ذاتی احساسات و افکار اور تاریخی و معاشرتی تجربات کے بجائے وحی والہام پر رکھی گئی ہے جیسا کہ قرآن حکیم تصدیق کرتا ہے: ”یہ رسول اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی پیش کرتا ہے جو اس کو وحی ہوتی ہے۔“ (النجم: 3-4)

گویا حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے بحیثیت نبی جو کچھ کہا اور کیا وہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک کائنات کی طرف سے تھا اور قیامت تک تمام انسانوں کیلئے واجب الاطاعت ہے۔

استحکام و دوام

نبوی ﷺ قانون سازی کی بنیاد چونکہ وحی والہام پر رکھی گئی ہے، اس لئے اس میں استحکام و دوام کی خصوصیت پائی جاتی ہے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین ان کی بشری کمزوریوں، عاجزی اور بے چارگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں وہ ہمیشہ تغیر و تبدل کا شکار ہوتے ہیں۔ جب کبھی معاشرے میں کوئی ایسی اچانک تبدیلی رونما ہوتی ہے جس کا پہلے سے احساس نہ کیا گیا ہو یا نئے حالات پیدا ہو جاتے ہیں تو ان کے مطابق قوانین میں بھی تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس حضور رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا بنایا ہوا قانون ایسے تمام نفاذ اور خامیوں سے پاک ہے اس کی بنیاد ایسے اصولوں پر رکھی گئی ہے جن میں تغیر و تبدل کی ضرورت کبھی محسوس نہ ہوگی۔ یہ اصول موجودہ اور آئندہ آنے والے تمام انسانوں کے انفرادی اور اجتماعی مزاج سے کلی ہم آہنگی رکھتے ہیں انفرادی ارتقاء اور اجتماعی ترقی کا کوئی قدم نبوی اصول قانون کے دائرہ عمل سے آگے نہیں نکل سکتا۔

توازن و اعتدال

نبوی ﷺ قانون سازی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اصول اور اساسی احکام میں بڑا اعتدال پایا جاتا ہے یہاں ایک طرف اخلاق کا بلند ترین نصب العین پیش نظر رکھا گیا ہے اور دوسری طرف انسان کی فطری کمزوریوں اور طبعی حدود کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ایک طرف معاشرتی اور اجتماعی فلاح و بہبود کو سامنے رکھا گیا ہے تو دوسری طرف انفرادی

ضرورتوں اور محسوسات کو بھی پوری اہمیت دی گئی ہے یہاں پر افراط پائی جاتی ہے نہ تفریط۔ نہ بے جا شدت و سختی سے کام لیا گیا ہے نہ ایسی نرمی روارکھی گئی ہے جو لوگوں کو ارتکاب جرم پر ابھارنے والی ہو۔ یہ ایک انصاف پر مبنی قانون سازی ہے جس میں ان تمام چیزوں کا خیال رکھا گیا ہے جن کا خیال رکھنا ہر تعمیری اور انصاف پر مبنی قانون سازی کیلئے ضروری ہے۔

### رفعت و بلندی

وحی والہام پر مبنی نبوی قانون سازی کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں رفعت و بلندی پائی جاتی ہے اسلام برابری اور مساوات کا دین ہے۔ یہاں تمام انسانوں کو انسان سمجھا جاتا ہے اور ان کے ساتھ معاملہ انسانی بنیادوں پر کیا جاتا ہے۔ یہاں کسی کیلئے حقارت، ذلت اور گھٹیا پن کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس امر کی کوشش نہیں کی جاتی کہ اگر کسی سے بقا ضائے بشری کوئی جرم سرزد ہو گیا ہے تو اب اسے زندگی کے ہر حق سے محروم کر کے حوالہ زندان کر دیا جائے۔

### مسلمہ قانونی حیثیت

نبوی ﷺ قانون سازی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے قوانین اور قواعد و ضوابط کو ہمیشہ قانون کا درجہ حاصل ہے۔ یعنی انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو قانونی حیثیت صرف اس صورت میں حاصل ہوتی ہے جبکہ انہیں کسی باختیار حاکم کی منظوری حاصل ہو یا کوئی عدالت انہیں قانون کا درجہ دیتے ہوئے نافذ کرے۔ اگر ایسی کوئی چیز ان قوانین کو حاصل نہ ہو تو ان کی قانونی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس حضور رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بنائے ہوئے قوانین کی قانونی حیثیت ان میں سے کسی چیز کی محتاج نہیں۔ یہ قوانین ہر حال میں قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔ خواہ کوئی حکومت انہیں تسلیم کرے یا نہ کرے اور کوئی عدالت انہیں نافذ کرے یا نہ کرے۔ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بنائے ہوئے ان قوانین کو اس ہستی کی منظوری حاصل ہے جو اس کائنات کی خالق اور حقیقی اختیار کی مالک ہے ان کی قانونی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ انہیں ہر حال میں قانون کا درجہ حاصل رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا سچا قانون نہ ماننے والے بہر حال بغاوت کے مجرم قرار پاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔“ (المائدہ: 44)

### تقدس و احترام

حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بنائے ہوئے قوانین کی ایک اور خصوصیت ان کا مقدس و محترم ہونا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا سچا قانون تسلیم کرنا ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہوتا ہے۔ انہیں مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ دنیا کا ہر مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بنائے ہوئے قوانین کو اللہ تعالیٰ کی منظوری حاصل ہے یہ چیز ان قوانین کو ایسی عظمت اور تقدس عطا کرتی ہے جو دنیا کے کسی اور مجموعہ قوانین کو حاصل نہیں۔

### مثبت تعمیری کردار

ان قوانین کی ایک خصوصیت معاشرے میں ان کا مثبت اور تعمیری کردار ہے۔ یہ افراد معاشرہ کو ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی سے روک کر صرف مثبت کردار ادا نہیں کرتے بلکہ لوگوں کی اخلاقی اصلاح اور ان کی تہذیبی و تمدنی ترقی میں قابل قدر خدمات انجام دیتے ہیں۔ یہ قوانین انسان کے جذبات میں پاکیزگی، احساسات میں رفعت اور نظر میں بلندی پیدا کرتے ہیں۔ معاشرے میں ان قوانین کے نفاذ اور ان کے احکام پر عمل درآمد سے امن و سکون کی ایسی فضا پیدا ہوتی ہے جس میں افراد معاشرہ کی ذہنی صلاحیتیں اور جسمانی قوتیں اچھی طرح نشوونما پاتی ہیں۔

### وحدت و یکسانی

قانون کے اندر وسعت و یکسانی کا پایا جانا ایک ضروری امر ہے کیونکہ اس کے بغیر قانون کا اصلی مقصد یعنی عدل و انصاف کا قیام پورا نہیں ہو سکتا۔ اچھے قانون کی یہ خصوصیت، نبوی ﷺ قوانین میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے کیونکہ اس کا سرچشمہ وحی والہام ہے۔

### عدم حرج

حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی قانون سازی میں جو بنیادی خصوصیت پائی جاتی ہے اسے اسلامی فقہ کی اصطلاح میں عدم حرج سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی تنگی اور دشواری کا نہ ہونا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بنائے ہوئے قوانین تنگی اور بے جا شدت و سختی سے پاک ہیں ان میں وسعت، آسانی اور سہولت کا اصول پیش نظر رکھا گیا ہے یہ ایک ایسا اصول ہے جو کسی تعمیری اور اصلاحی نظام قانون و انصاف کی کامیابی اور اس کے ہمیشہ قائم رہنے کیلئے ضروری ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، تنگی اور دشواری نہیں چاہتا۔“ (البقرہ: 185)

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی دشواری میں مبتلا کرے بلکہ اس کا اصل مقصد تمہیں پاک و صاف کرنا ہے۔“ (المائدہ: 6)

حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جب حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو لوگوں کے معاملات کا انتظام سپرد فرمایا تو انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا: ”لوگوں کیلئے آسانی پیدا کرنا (انہیں) مشکل میں نہ ڈالنا (انہیں) رغبت دلانا، نفرت نہ دلانا، موافقت کے جذبے کو ابھارنا، اختلاف نہ ڈالنا۔“ (بخاری و مسلم)

### قلت تکلیف

نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم قانون سازی کا ایک اصول ”قلت تکلیف“ ہے۔ یہ اپنے پہلے اصول یعنی ”عدم حرج“ کا لازمی نتیجہ ہے کیونکہ اگر کسی نظام قانون و انصاف میں تنگیاں اور دشواریاں ہوں گی تو لازماً اس میں تکلیف اور مشقت کا پہلو غالب ہوگا۔ نبوی قانون سازی میں قلت و تکلیف کے اصول کو بڑی اہمیت دی گئی ہے اور اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جس حد تک ممکن ہو لوگوں کو مشقت اور تکلیف سے بچایا جائے۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات اسی اصول کی جانب اشارہ کرتی ہیں: ”اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔“ (البقرہ)

حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اسلامی قانون سازی کے اس بنیادی اصول کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: ”دین آسان ہے لیکن جو شخص دین میں مبالغہ کرتا ہے اس پر وہ (یعنی دین) غالب آجاتا ہے۔“ (صحیح بخاری)

نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم قانون سازی کی اس بنیادی خصوصیت سے ہمیں یہ اصول ملتا ہے کہ جس حد تک ممکن ہو احکام و قوانین میں آسانی اور سہولت کو مد نظر رکھا جانا چاہیے اور لوگوں کو خواہ مخواہ مشقت و تکلیف میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

### تدریج

تدریج کا مطلب یہ ہے کہ مختلف قوانین کا حالات کے مطابق رفتہ رفتہ نافذ کیا جانا۔ جس طرح قرآن حکیم نے احکام و قوانین کے بیان میں تدریج کے اصول کو پیش نظر رکھا کہ ابتداء میں صرف عقائد و عبادات سے متعلق مجمل احکام نازل ہوئے اور بعد میں جب معاشرہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر سیاسی، معاشی، معاشرتی، تمدنی معاملات سے متعلق تفصیلی احکام مقبول کرنے پر آمادہ ہو گیا تو تدریج نہ صرف شخصی اور قومی بلکہ بین الاقوامی امور اور معاملات کے بارے میں بھی قوانین نافذ ہوئے۔ اسی طرح حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے بھی تدریج انفرادی اور اجتماعی سطح پر لوگوں کی ذہنی پختگی اور اخلاقی تربیت کے مطابق زندگی کے مختلف معاملات کے بارے میں احکام و قوانین بیان فرمائے۔ عرب معاشرت کے بعض قوانین اور رسم و رواج جنہیں کسی مصلحت سے ابتداء میں برقرار رکھا گیا تھا بعد میں منسوخ کر دیئے گئے اور بعض باتیں جن سے ابتداء میں روکا گیا تھا بعد میں ان کی اجازت دے دی گئی۔

سوال 2: نبوی ریاست کا جغرافیائی پس منظر اور فکری بنیادوں پر علیحدہ علیحدہ نوٹ تحریر کریں۔

جواب: مدینہ منورہ میں ریاست کا قیام

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی بعثت سے قبل مدینہ منورہ میں کسی قسم کی ریاست کا وجود نہیں تھا۔ مدینہ کے دو بڑے قبائل اوس و خزرج کے درمیان تقریباً ایک سو بیس سال سے لڑائی کا سلسلہ جاری تھا۔ جسے ”جنگ بعاث“ کا نام دیا گیا۔ اس سلسلے کی آخری جنگ ہجرت نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے پانچ سال پہلے ہوئی تھی۔ جس میں بہت خون ریزی ہوئی اور اس کے اثرات اسلامی معاشرے پر بھی پڑے۔

### اسلامی ریاست کے قیام میں مشکلات

نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہجرت کے بعد چند ہفتوں کے اندر مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کی باقاعدہ تشکیل فرمادی لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ جتنی جلدی یہ طے پایا۔ اس ضمن کی مشکلات کا اندازہ آپ ان باتوں سے لگائیں کہ:

- 1- اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ مسلمان ہو گئے تھے لیکن ان کے باہمی تعلقات اس قدر کشیدہ تھے کہ اوس کے لوگ خزرجی امام کے پیچھے اور خزرج کے لوگ اوسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس لئے ضرورت پیش آئی کہ مکہ معظمہ سے ایک امام بھیجا جائے تاکہ اس کے پیچھے اوسی و خزرجی دونوں نماز پڑھ سکیں۔
- 2- مدینہ منورہ کے مسلمانوں میں ایک سرگرم مسلمان اسعد بن زرارہ تھے جن کا تعلق خزرج قبیلہ سے تھا۔ وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے لیکن جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہجرت کر کے قبائیں اترے تو جہاں دوسرے مسلمان آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے ملنے آئے، اسعد بن زرارہ نہیں آئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ جنگ بعاث میں انہوں نے قبیلہ اوس کے کئی لوگ قتل کر دیئے تھے اس لئے وہ اوس کے علاقے سے نہیں گزر سکتے جبکہ قبائیں آنے کیلئے انہیں اوس کے محلوں سے گزرنا پڑتا تھا۔ ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ باہمی رنجشیں کتنی شدید تھیں اور رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو مدینہ منورہ میں حکومت کرنے کیلئے کن دشواریوں کا سامنا تھا۔

3- جنگ بُعث کے بعد مدینہ منورہ والوں نے سوچا کہ آئے دن کی جنگ کو کسی نہ کسی طریقے سے ختم کرنا چاہیے لیکن کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح ختم کریں۔ اگر کوئی بادشاہ بنایا جائے تو کس قبیلے کا ہو؟ جس کی بادشاہت کو اوس و خزرج دونوں قبائل تسلیم کریں۔ خزرجی قبیلے کا ایک سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول (سلول عبداللہ کی ماں کا نام تھا) بہت مالدار شخص تھا اور خزرجیوں کو توقع تھی کہ اوس بھی اس کی بادشاہت کو تسلیم کر لیں گے۔ چنانچہ اس کیلئے تاج تیار ہونے لگا اور چند روز میں اس کی بادشاہت کا اعلان ہونا تھا کہ رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ اب اوس و خزرج کے مسلمانوں کو عبداللہ بن ابی سے کوئی دلچسپی نہ رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن ابی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کا سخت دشمن ہو گیا۔ ساری عمر منافق رہا اور آئے دن اسلام کیلئے مشکلات پیدا کرتا رہتا تھا۔

### نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم ریاست کی حدود اور اس کی تقسیم

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم نے اسلامی ریاست کو حسب ذیل انتظامی یونٹوں میں تقسیم فرما کر ان کے الگ الگ گورنریا عامل مقرر فرمائے:

- 1- بحرین بحرین کا امیر منذر بن ساوی مسلمان ہو گیا تھا۔ وہی وہاں کا گورنر رہا۔
- 2- عمان حضرت عمرو بن العاص کو گورنر مقرر کیا گیا۔
- 3- یتھام یہودی حاکم تھا۔ بعد میں یزید بن ابی سفیان کو گورنر بنایا گیا۔
- 4- مکہ معظمہ عتاب بن اُسید کو گورنر بنایا گیا۔
- 5- ایلہ عیسائی حکمران کو برقرار رکھا گیا۔
- 6- حضرت موت زیاد بن لہید کو گورنر مقرر کیا گیا۔
- 7- دومۃ الجندل عیسائی حاکم کو برقرار رکھا گیا۔
- 8- کندہ خالد بن سعید کو گورنر بنایا گیا۔
- 9- نجران عیسائی حکمران تھا۔ بعد میں عمرو بن حزم گورنر بنے۔
- 10- یمن یہ صوبہ مختلف حصوں میں تقسیم تھا، اس میں صنعاء کا گورنر مسلمان تھا۔

### دفتری نظام

دفتری نظام میں ایک اور چیز جس کا تعلق دفاع سے بھی ہے، دیوان کا قیام ہے۔ دیوان کے نام سے باقاعدہ محکمہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں قائم ہوا جس کا مقصد یہ تھا کہ سرکاری خزانے سے جو ان عمر لوگوں کو اس شرط پر تنخواہ دی جاتی تھی کہ وہ ہر وقت تیار رہیں اور جب بھی حکومت انہیں بلا لیں وہ سب کام چھوڑ کر فوجی مہم پر روانہ ہو جائیں۔ اس نظام کا آغاز عہد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم سے ہو رہا تھا اور آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم نے ایک کاتب کے ذمے یہ کام کیا تھا کہ وہ ان بالغ لوگوں کی فہرست مرتب کرے جو جنگی خدمات انجام دینے کے قابل ہیں اور اس کیلئے آمادہ بھی۔ ایسے لوگوں کو بیت المال سے مستقل تنخواہ ملتی رہتی تھی اور جب کسی فوجی مہم پر ضرورت ہوتی تو انہیں بلا لیا جاتا۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کے قائم کردہ اس نظام دیوان کو مزید ترقی دی۔

### عمال کا تقرر

عمال کے تقرر میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کا ایک معمول یہ بھی تھا کہ اگر کسی عہدے پر کسی مہاجر کو مامور فرماتے تو کسی انصاری کو بھی کسی مماثل خدمت پر مامور فرماتے تاکہ کسی فریق کو اپنی حق تلفی کا احساس نہ ہو۔ جو شخص جس عہدے کیلئے موزوں ہوتا، اس سے اسی نوعیت کی خدمت لی جاتی، جاہلی دور میں جن خاندانوں کے پاس خاص نوعیت کے عہدے تھے اور وہ لوگ ان کاموں کیلئے پہلے سے تربیت یافتہ تھے ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا۔ کسی گفت و شنید کیلئے سفیر بھیجنے کی ضرورت پیش آتی تو مکے کے موروثی سفیر حضرت عمرؓ کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے خود معذرت کر دی تھی۔ اس لئے حضرت عثمانؓ کو بھیجا گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اسلام لانے کے بعد گھڑ سوار فوج کا افسر بنادیا گیا کیونکہ مکے میں ان کا یہی منصب تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم نے مدینے میں مفتی مقرر فرمایا اور مکے میں ان کا یہی منصب تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے چاہا کہ خانہ کعبہ کی چابی انہیں دے دی جائے لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم نے انکار فرمادیا اور کعبے کے موروثی کلید بردار عثمان بن طلحہؓ کو جو مسلمان ہو چکے تھے، چابی دے دی۔ غزوہ بدر میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم نے اسلامی فوج کا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھوں میں دیا کیونکہ ان کا خاندان مکے میں موروثی لواء بردار تھا۔



## سرکاری ملازمین کی تنخواہیں

عمال کو اپنی خدمات کا معاوضہ لینے کے سلسلے میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے یہ ہدایات جاری فرمائیں: ”جو شخص عامل ہو، وہ اپنی بیوی کا خرچ بھی لے سکتا ہے اگر اس کے پاس نوکر نہ ہو تو نوکر رکھ سکتا ہے اگر مکان نہ ہو تو گھر بنا سکتا ہے اور اگر کوئی اس سے زیادہ لے گا تو وہ خائن ہوگا یا چور۔“ (ابوداؤد)

اس امر کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ عمال کسی قسم کا تحفہ یا رشوت قبول نہ کریں اور نہ دوران ملازمت کسی قسم کی تجارت کریں۔ ایک مرتبہ ایک محصل زکوٰۃ نے جب واپسی پر آ کر حاصل شدہ مال کے دو الگ الگ ڈھیر لگائے اور کہا کہ ”یہ سرکاری مال ہے اور یہ مجھے تحفے میں دیا گیا ہے“۔ تو آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم سخت خفا ہوئے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا: ”ایسے لوگ اپنے گھر میں کیوں نہیں بیٹھے رہتے، پھر دیکھتے کہ انہیں کتنے تحفے آتے ہیں“۔ اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے سارے تحفے سرکاری مال میں شامل کر دیئے۔

## مشاورت

انتظامی امور کیلئے باہمی مشورے کا آغاز کئی دور سے ہو گیا تھا اور قرآن حکیم کی آیت ”مسلمان اپنے معاملات باہمی مشاورت سے طے کرتے ہیں“۔ (28:42) سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کئی دور میں اہل اسلام کی ایک شورائی مجلس وجود میں آ چکی تھی۔ تمام اہل اسلام اس مجلس کے ممبر تھے اس کا اجتماع غالباً دارالرقم بن ارقم میں ہوتا تھا کیونکہ مکہ میں وہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا تبلیغی مرکز تھا۔ مدینہ منورہ میں مجلس مشاورت یا مرکزی پارلیمان بہت جلد وجود میں آ گیا اور یہ مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم تھی۔ تمام مسلمان مرد اور عورتیں اس کے رکن تھے۔ اس پارلیمان کا روزانہ پانچ مرتبہ اجلاس ہوتا تھا اور ضرورت پڑنے پر غیر معمولی اجلاس بھی بلائے جاتے تھے۔

## احتساب

اگرچہ رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے احتساب یا پولیس کا باقاعدہ محکمہ قائم نہیں فرمایا تاہم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم خود بھی کئی امور کی نگرانی فرماتے تھے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو بھی وقتاً فوقتاً مختلف انتظامی معاملات کی نگرانی سپرد فرمائی، عرب میں تجارتی معاملات بہت زیادہ قابل اصلاح تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم بازاروں میں تشریف لے جاتے اور موقع پر ہی اصلاح کی ہدایات جاری فرماتے۔ اگر کوئی شخص ان ہدایات پر عمل نہ کرتا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے عہد میں باقاعدہ جیل خانہ کوئی نہ تھا۔ جرم کا ارتکاب کرنے والے کو بعض حالت میں اس کے گھر یا مسجد میں نظر بند کر دیا جاتا تھا۔

## عدلیہ

مدینہ منورہ کی شہری ریاست میں ابتداء میں چھوٹے چھوٹے جھگڑے ہو جاتے، انہیں قبیلوں کے سردار طے کر دیتے ورنہ وہ مقدمے رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس آتے اور ہر شخص کو یہ اجازت تھی کہ اپنی معمولی سے معمولی شکایت سربراہ حکومت یعنی رسالت مآب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم فریقین کے بیانات سن کر اور معاملے کی تحقیق کر کے فیصلہ فرما دیتے۔ بعض صحابہ کرام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم بھی مقدمات کے فیصلے کرتے تھے۔ نجران کے عیسائی مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا، البتہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کوئی مسلمان حاکم عدالت ہمارے ہاں بھیج دیں جو ہمارے مقدمات کا فیصلہ کیا کرے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کو بھی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے نظام عدل پر کتنا بھروسہ تھا۔

## دشمنوں کے بارے میں پالیسی

مدینہ منورہ میں ریاست کے قیام کے ساتھ ہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے دشمنوں کی قوت توڑنے کیلئے پالیسی وضع فرمائی اور اس میں سب سے پہلے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے سراغ رسانی کا ایک ایسا نظام مرتب فرمایا جس سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو قریش مکہ اور دوسرے اسلام دشمن قبائل کی سرگرمیوں کی بروقت اطلاع ملتی رہتی اور اس کے مطابق تیاریاں کی جاتیں۔ مکہ معظمہ میں ایسے لوگ موجود تھے جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو اہل مکہ کی سرگرمیوں سے آگاہ رکھتے تھے۔ چنانچہ کبھی بھی مسلمانوں پر بے خبری میں کوئی بڑا حملہ نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے درج ذیل اقدامات کیے:

1- قریش کے تجارتی قافلوں کے راستے میں آباد قبائل سے معاہدے کیے گئے اور پہلے قریش کے ہاتھ سے شام کے سفر کا ساحلی راستہ نکل گیا۔ نجد تک مسلمانوں کے اثر و رسوخ کے پہنچنے کے بعد صحرا کا راستہ بھی مندوش ہو گیا۔ بحرین سے مکہ معظمہ والوں کیلئے غلہ آتا تھا۔ رئیس بحرین ثمامہ بن اثال کے مسلمان ہونے کے بعد وہاں سے بھی غلے کی برآمد روک دی گئی۔ اسی طرح آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے قریش پر معاشی دباؤ ڈال کر انہیں صلح یا شکست کیلئے مجبور کر دیا۔

### سفارتکاری

بیرونی تعلقات کیلئے مختلف مواقع پر سفیر بھیجنے کا طریقہ قدیم زمانے سے رائج ہے۔ عربوں میں بھی سفارتی روابط کی روایت موجود تھی۔ مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے تو مشرکین نے ان کی واپسی کیلئے نجاشی کے دربار میں دو سفیر بھیجے۔ جب حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے عمرو بن امیہ الضمری کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا جو اپنے مشن میں کامیاب رہے۔ اس کے علاوہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے تبلیغی مقاصد کیلئے بہت سے سفراء بھیجے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے پاس باہر سے جو سفیر آتے تھے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم انہیں مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم میں ٹھہراتے تھے اور آج تک مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم میں اس کی یادگار موجود ہے۔

سوال 3: معاشی زندگی کا مفہوم، معاشی مسئلہ اور ان کا حل اور نبوی معاشی زندگی پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

جواب: معاشی زندگی کا ایک پہلو/یُن و برکت

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے چچا ابوطالب کثیر العیال تھے۔ جب عبدالمطلب انتقال کر گئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہاں رہنے لگے ابوطالب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کو اپنے تمام بچوں سے زیادہ چاہتے تھے اور اس کی وجہ انہوں نے خود بیان کی کہ ”محمد انک مبارک“ اے محمد تم بہت برکتوں والے ہو کہتے ہیں کہ ابوطالب اور ان کے گھر والے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے بغیر کھانا نہ کھاتے کیونکہ جب وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے بغیر کھانا کھاتے تو کھانا کم ہونے کی وجہ سے سیر نہ ہو پاتے مگر جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتے تو سب سیر ہو جاتے اور تھوڑا کھانا بھی کفایت کر جاتا۔

### تجارت

آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے اپنی معاشی جدوجہد کا باقاعدہ آغاز تجارت سے فرمایا۔ اگرچہ بطور تاجر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے زیادہ وقت نہیں گزارا۔ تاہم اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کی تجارتی مصروفیات بری اہمیت رکھتی ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے پہلا تجارتی سفر 12 سال کی عمر میں شام کی طرف فرمایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم باصرار اپنے چچا کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے کئی تجارتی سفر فرمائے۔ چنانچہ ایک ایسے سفر کا تذکرہ بھی ملتا ہے جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے اپنے چچا زبیر بن عبدالمطلب کے ساتھ یمن کی طرف فرمایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے 20 سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ شام کی جانب سفر تجارت کیا۔ اسی سفر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے عمدہ اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کے دلی دوست بن گئے۔ ان تجارتی سفروں سے سرکارِ دعوالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کی شخصیت کا جو پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کی داری اور راست بازی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کی انہی خصوصیات کی وجہ سے لوگ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کو ”الصادق“ اور ”الامین“ کہنے لگے۔

### نمائندہ تجارت

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت بصری لے گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خدمت کیلئے اپنا غلام ”میسرہ“ بھی ساتھ روانہ کیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم بہت سارا منافع لے کر لوٹے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس سے بہت خوش ہوئیں۔ میسرہ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کی حسن اخلاق، دیانت داری، معاملہ فہمی اور تجارتی امور میں مہارت کا تذکرہ کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کی گرویدہ ہو گئیں۔ شاید اسی سفر کے تین سال بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم کا نکاح ہوا۔

### تجارت کیلئے سفر

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وسلم نے تجارت کی غرض سے مختلف مقامات کی جانب سفر فرمائے اور بعض جگہوں پر قیام بھی فرمایا۔ عرب میں مختلف

مقامات پر تجارتی نوعیت کے بازار لگا کرتے تھے ان بازاروں میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا تشریف لے جانا ثابت ہے ابن سید الناس نے لکھا ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم ”جعاشہ“ نامی بازار میں بغرض تجارت تشریف لے جاتے تھے۔ اسی طرح حاکم نے اپنی ”مستدرک“ میں لکھا ہے کہ ”حیش“ ایک مشہور تجارتی مرکز تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم وہاں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے جاتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا تجارتی سلسلے میں ملک حبشہ جانا بھی مذکور ہے اور شاید آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی شاہ حبشہ سے ملاقات بھی ہوئی ہوگی کیونکہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت جعفر طیارؓ کو ہجرت حبشہ کے موقع پر نجاشی کے نام جو خط دیا تھا۔ اس کے مضمون میں اس خیال کو تقویت پہنچتی ہے۔ اس خط میں خاصی اپنائیت کا اظہار کیا گیا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے تجارتی سفروں کے سلسلے میں تین نام مذکور ہیں۔ یعنی شام، فلسطین اور یمن۔

### اوصاف حمیدہ

تجارت کی وجہ سے آپ کی شہرت عام ہوئی۔ معاملات میں صداقت و دیانت، راست بازی و سخاوت جیسے عمدہ اوصاف نکھر کر آئے۔ صلہ رحمی، بیکسوں کی امداد، غربا پروری وغیرہ کے سبب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی ہر لحیزہ بڑھی، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو اخلاقی، معاشی و معاشرتی تفوق حاصل ہوا اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا شمار سردارن قریش میں ہونے لگا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم پر لوگوں کا اخلاقی اعتماد اس قدر بڑھ گیا کہ لوگ اپنی قیمتی امانتیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس رکھنے لگے۔

### اولاد ابوطالب کی کفالت

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے حضرت ابوطالب اور ان کے خاندان کے افراد کا ہمیشہ خیال رکھا ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں سخت قحط پڑا جس میں ابو طالب کا خاندان بھی متاثر ہوا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو چچا کی کثرت اولاد کا خیال آیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم اپنے چچا عباسؓ کے پاس گئے اور انہیں ابوطالب کی امداد پر آمادہ کیا چنانچہ ان کی مالی امداد کے علاوہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ لے آئے اور حضرت عباسؓ جعفر ابن ابی طالبؓ کو ساتھ لے گئے۔

### معاشی زندگی..... بعد از نبوت (مکی دور)

سرکارِ دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم ہمہ وقت تبلیغی امور میں مصروف رہنے کی وجہ سے معاشی جدوجہد نہیں فرما سکتے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے ہمیشہ اپنے مال سے معاشرے کے ضرورت مند افراد کی امداد فرمائی۔ اس موقع پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے مسلمانوں کی اعانت فرمائی۔ کتب سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نازک اور اہم موقع پر دو اشخاص نے خاص طور پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ تعاون کیا۔ یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ دونوں سرکارِ دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں اور مالی معاونت میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے تمام ساتھیوں پر برتری رکھتے ہیں۔

### حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

معاشی اعتبار سے اعلان نبوت کے بعد کا دور مصارف کا دور تھا۔ اس کی گواہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا دیتی ہیں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم اقرباء پر شفقت فرماتے ہیں، یتیموں اور بیکسوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں، مہمان نواز ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں کہ ایک مرتبہ قحط کے زمانے میں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال سے انہیں 40 بکریاں اور سامان سے لدا ہوا ایک اونٹ مرحمت فرمایا۔

### حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ تجارت کیا کرتے تھے۔ دولت مند اور فیاض تھے۔ ایمان لائے تو چالیس ہزار درہم کے مالک تھے۔ تمام دولت اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی۔ رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے ایماء پر صدیق اکبر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے بھاری رقوم ادا کر کے کئی غلام آزاد کرائے، جو ایمان لانے کے سبب کفار کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے ان میں بلال بن رباح، عامر بن فہیرہ، لبیدہ، زبیرہ، نہدیہ اور ام عیسٰی قابل ذکر ہیں۔

بی۔

## معاشی زندگی..... ذمہ داریوں کا دور

مدنی دور اس اعتبار سے مختلف دور ہے اس دور میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم ایک اجتماعی نظام کے سربراہ تھے اور ایک ریاست کے قیام کی صورت میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی معاشی، سیاسی اور دینی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی تھیں۔ معاشی اعتبار سے سرکارِ دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کا ذاتی معاملہ عسرت اور اختیاری فقر پر مبنی رہا۔ قناعت، سادگی اور کفاف پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی مدنی زندگی بسر ہوئی، جبکہ اجتماعی سطح پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے ذمہ بہت سارے مسائل میں سے معاشی مسائل بھی تھے۔

## اجتماعی معاشی ذمہ داریاں

مدنی زندگی میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے ان ذمہ داریوں کو سخاوت اور ایثار کے اصول پر پورا فرمایا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی سخاوت اور ایثار سے جہاں مسلمان آپ کے ساتھی نوازے گئے اور فیض یاب ہوئے۔ وہاں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے دشمن بھی محروم نہ رہے اس سلسلے میں بہت سے واقعات مذکور ہیں۔ یہاں صرف ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے۔ جنگ خندق کے موقع پر کفار مکہ کو شکست ہوئی تو وہ قحط کا شکار ہو گئے۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے سخاوت ایثار کے پیش نظر مکہ معظمہ کے قحط زدہ افراد کیلئے پانچ سو (500) اشرفیاں بھجوا دیں۔ اس کے ساتھ ہی حضرت ابوسفیان کے پاس کھجوروں کی کافی مقدار بھجوائی اور کہلا بھیجا کہ وہ ان کھجوروں کے بدلے کھالیں بھیجیں جو تجارتی راستہ بند ہونے کے سبب برآمد نہیں کی جاسکیں۔ گویا اس طرح آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے قحط زدہ افراد کی امداد فرمائی، ملکی معیشت کو سہارا دیا اور کھجوروں کے عوض کھالوں کی تجارت بھی فرمائی۔

## مہاجرین کی آباد کاری

جو مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے، ان میں سے اکثر خصوصیت کے ساتھ اہل مکہ معظمہ بے سروسامانی میں مدینہ منورہ آئے آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کی رہائش، قیام و طعام اور دیگر ضروریات زندگی کا بندوبست فرمایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے مہاجرین و انصار کا ایک مشترکہ اجلاس حضرت انس بن مالکؓ کے مکان پر منعقد فرمایا جس میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ایک با وسیلہ و متمول مسلمان کو ایک مہاجر کا بھائی بنایا۔ اسے ”مواخات“ یعنی باہمی بھائی چارے کا معاہدہ کہا گیا۔ یہ مہاجرین کی کفالت کا ابتدائی و عارضی انتظام تھا۔ مہاجرین نے مدینہ منورہ پہنچ کر تجارت کا سلسلہ شروع کیا۔

## اصحاب صفہ کی کفالت

”اصحاب صفہ“ جو آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے شاگرد و متعلمین تھے۔ سرکارِ دو عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے خصوصی جو دو کرم کے مرہون احسان رہے۔ ان کی کفالت اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنے ذمے لے رکھی تھی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی تلقین پر انصار کے ذی حیثیت افراد صفہ کے 80، 80 مہمانوں کو اپنے گھر لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔ انہی کے بارے میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا جب انہوں نے ایک خادمہ کیلئے درخواست کی تھی کہ ”یہ نہیں ہو سکتا کہ تم کو خادمہ دے دوں اور صفہ والے بھوکے رہیں۔“

## کفاف و قناعت

رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے خاندان والوں کا گزر بسر سادگی، قناعت اور اختیاری فقر پر رہا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے اہل خانہ نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہ کھایا۔ کبھی کھجور اور پانی پر۔ کبھی صرف دودھ پر اور کبھی فاقے پر گزر بسر رہا۔ رات کو اکثر گھر والے بھوکے سو جاتے تھے۔ چپاتی کبھی نہ کھائی اور نہ میدے کی روٹی استعمال فرمائی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی دعا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے اس مشن کی ترجمان ہے: ”اے پروردگار! ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوکے میں تیرے سامنے گر گڑا کر اور تجھ سے مانگوں اور ملے تو پیٹ بھر کر تیری حمد و ثناء کروں۔“

## ہدیے اور قرض

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم اپنی ذاتی ضروریات کے علاوہ سائل اور حاجت مندوں کیلئے بھی قرض لے لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم سے التماس کی کہ اے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو اس بات کا حکم تو نہیں دیا کہ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے پاس کچھ نہ ہو تو سائل کو قرض لے کر دیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم عمرؓ کے اس سوال پر مسکرائے اور فرمایا کہ ”عمرؓ! تمہیں معلوم نہیں کہ دینے والا زمین و آسمان اور عرش کا مالک ہے۔“



## سادگی احوال

رسول اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے جملہ احوال زندگی میں سادگی پسند تھے۔ غذا، لباس، رہائش اور رہن سہن ہر معاملہ سادگی کا حسین مظہر تھا۔ سادہ غذا پسند فرماتے۔ گوشت کے شوربے میں روٹی ڈبو کر تناول فرماتے۔ شہد، سرکہ، خربوزہ، مکڑی، لوکی، کھجری، بکھن، دودھ اور کھجور پسند فرماتے تھے۔ جو کا ستو پسند تھا۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو ایک عام آدمی کی خوراک کا حصہ ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے کھانے کا انداز بھی سادہ تھا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم فرماتے تھے: ”کہ میں تو بس ایک بندہ ہوں، اس طرح کھانا کھاتا ہوں، جیسے ایک بندہ کھاتا ہے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے خادم کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔“

سوال 4: عصر حاضر کا لغوی معنی و تاریخی مفہوم اور عصر حاضر کی نمایاں خصوصیات تحریر کریں۔

جواب: عصر حاضر کا تاریخی مفہوم

عصر حاضر یا ہمارے زمانے کی سب سے بڑی اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سائنسی اور صنعتی ترقی کا دور یا فنی اور مشینی دور ہے (Age of Technology) سائنس اور صنعت کا وجود یوں تو ہر زمانے اور ہر معاشرے میں کسی نہ کسی درجے میں رہا ہے۔ انسانی تاریخ کے طویل ادوار میں مختلف تہذیبیں اور قومیں اس میدان میں ایجادات اور انکشافات کا اضافہ کرتی رہی ہیں۔ مگر جس تیزی اور وسعت کے ساتھ سائنس، مشینی صنعت اور فنی مہارات (ٹیکنالوجی) کا دور ہے۔ یہی سائنسی اور ٹیکنالوجی ہی تاریخ انسانی کے اس دور کی بڑی اور جامع خصوصیت ہے۔

سائنسی دور کا آغاز۔ یورپ سے

اس سائنسی اور فنی دور کا آغاز یورپ سے ہوا، اور اس کے بڑے مرکز برطانیہ اور فرانس تھے جہاں سے ”صنعتی انقلاب“ پورے یورپ اور امریکہ میں پہنچا۔ یوں تو صنعتی مشینوں کی ایجاد کا سلسلہ (خصوصاً کپڑے کی صنعت میں) اٹھارہویں صدی عیسوی میں شروع ہو گیا تھا۔ تاہم انقلاب میں سرعت اس وقت آئی جب اسی صدی کے آخر پر سٹیم انجن ایجاد ہوا اور خصوصاً انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں، جب سب سے پہلے سٹیم انجن کا استعمال ریلوے میں ہونے لگا۔ اس کے بعد سے مختلف صنعتوں کیلئے بڑے کارخانوں، فیکٹریوں کے قیام اور پھر نئی مشینوں اور آلات کی ایجادات کا ایک روز افزوں سلسلہ شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔ روزمرہ کی عام استعمال کی اشیاء سے لے کر جدید ترین فوجی اسلحہ اور خلائی جہاز تک سب میں اسی دور کے سائنسی کرشمے نظر آتے ہیں۔

سائنسی ترقی کی دوڑ میں دوسرے ممالک کی شمولیت

اسی طرح ”عصر حاضر“ کو صحیح معنوں میں گزشتہ دو صدیوں انیسویں صدی اور بیسویں صدی پر مشتمل زمانہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس دور کا آغاز یورپی اقوام (خصوصاً برطانیہ، فرانس اور امریکہ) سے ہوا اور شروع سے ہی سائنسی اور صنعتی ترقی کے لیڈر بلکہ اس پر اجارہ دار بھی وہی تھے۔ اب بھی اس میدان میں برتری ان (یورپی اقوام) کو ہی حاصل ہے اس دوڑ میں شامل ان کی تقلید، امداد اور شاگردی کی بدولت ایشیائی اور افریقی ممالک سے بھی بیشتر اب صنعتی اور سائنسی ترقی کی اس دوڑ میں شامل ہو گئے ہیں، بعض تو اس میدان میں کئی لحاظ سے یورپ کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ (مثلاً جاپان) اور بعض ممالک ابھی گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں۔

یورپی اقوام کی سیاسی توسیع اور برتری

مجموعی طور پر یہ دور یورپ کے غلبہ اور برتری کا دور ہے۔ سائنسی اور صنعتی برتری خصوصاً مشینی مواصلات اور جدید اسلحہ کی ایجاد نے یورپی اقوام کے سیاسی غلبے کی راہ ہموار کی۔ یہ عمل یوں تو سترہویں اٹھارہویں صدی میں شروع ہو چکا تھا مگر انیسویں اور بیسویں (گزشتہ دو) صدی میں اس کی رفتار تیز تر ہو گئی ہے اور بیسویں صدی کے قریباً نصف اول (دوسری عالمگیر جنگ) تک امریکہ ایشیا اور افریقہ کے بیشتر علاقے مختلف یورپی اقوام برطانیہ، فرانس، سپین، بلجیم، پرتگال، روس، جرمنی، ہالینڈ اور اطالی وغیرہ کے زیر نگین آ گئے۔ اس عرصے میں صرف شمالی امریکہ کی چند نوآبادیوں نے اپنے (سابقہ وطن) یورپی آقاؤں کی خلاف بغاوت کر کے اپنی الگ خود مختار حکومت ”ریاست ہائے متحدہ امریکہ“ کے نام سے قائم کر لی۔

مسیحیت کی اشاعت کا دور

اس دور میں جن یورپی اقوام نے سائنسی اور صنعتی ترقی کے ساتھ اس کی بناء پر سیاسی غلبہ حاصل کیا، وہ سب بلحاظ مذہب مسیحی اقوام تھیں۔ اس لئے وہ جہاں بھی گئے، وہاں انہوں نے بڑے جوش، ولولے اور تدبر کے ساتھ مسیحی مشنریوں کی بڑی سرپرستی کی۔ مقبوضہ علاقوں میں مسیحی مشنوں کو بڑی بڑی جائیدادیں دی گئیں۔ مقبوضہ ممالک کے تمام اہم شہروں (خصوصاً جہاں چھاؤنیاں تھیں) حکومتوں کی امداد اور سرپرستی سے مسیحی ہسپتال اور مسیحی تعلیمی ادارے قائم کیے گئے جو تبلیغ و اشاعت مسیحیت کے جذبے کے ساتھ کام کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ یورپی مسیحی حکومتوں کی پشت پناہی کے علاوہ مغرب کے بے قید و بے حجاب طرز معاشرت کی دلکشی بھی مسیحیت کے فروغ کا باعث بنی ہے۔ حالانکہ یہ مسیحیت کی دی ہوئی معاشرت نہیں بلکہ مسیحی یورپ کی یونان اور روم سے لی ہوئی معاشرت ہے۔

### سرمایہ دارانہ نظام کا عروج

سائنسی اور صنعتی انقلاب کی وجہ سے جو بڑے بڑے کارخانے اور فیکٹریاں قائم ہوئیں، ان کی قوت پیداوار مشینی دور سے پہلے کے کارخانے کے مقابلے پر کئی سو بلکہ کئی ہزار گنا زیادہ تھی۔ پیداوار کی کثرت اور حکومتوں کی طرف سے خصوصاً نوآبادیاتی منڈیوں میں حاصل شدہ تجارتی مراعات اور تحفظات سبب مل کر کارخانوں کے مالکوں کیلئے بے پناہ دولت کے حصول کا باعث بنے۔ اس کے نتیجے میں سائنسی اور صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک کے اندر ایک صنعتی امپریلزم (شہنشاہیت) کی بنیاد پڑی۔ بعض قارون صفت صنعت کاروں کی ذاتی دولت جو شاہی خاندان کی دولت سے تو زیادہ ہوتی ہی ہے بعض دفعہ تو حکومت وقت کے خزانے سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔

### سوشلزم اور کمیونزم کا ظہور

صنعتی انقلاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی حد سے بڑھی ہوئی سرمایہ داری اور سرمایہ دار کی بڑھتی ہوئی اخلاقی بے راہ روی، اخلاقی پستی، بے دردی اور خود غرضی اور مزدوروں سرمایہ دار کے درمیان اتنا معاشی بعد جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ یہ وہ عوامل تھے جنہوں نے مزدوروں اور کارکن طبقے میں ایک احساس محرومی پیدا کیا اور اس کے رد عمل نے انتہاء پسندانہ سرمایہ کاری کے مقابلے پر ایک انتہاء پسندانہ معاشی فکر کو جنم دیا جسے سوشلزم اور جس کی انتہائی شکل کو کمیونزم کہا جاتا ہے۔ اسی عصر حاضر میں کمیونزم اپنی سیاسی فتوحات اور انقلابات کی بناء پر مذہب اور سرمایہ داری کی خلاف ایک بہت بڑی قوت بن کر دنیا کے مختلف ممالک میں نمودار ہوا۔

### نیشنلزم: وطن پرستی اور نسل پرستی

یورپ میں صنعتی انقلاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بعض معاشی اور معاشرتی بحرانوں پر قابو پانے اور ملکی سیاست کو استحکام دینے کیلئے نسل اور وطن پرستی قومیت کا تصور ابھرا۔ اس کا نتیجہ بعض ملکوں میں ڈکٹیٹر شپ کی صورت میں نکلا۔ نسل، زبان یا وطن پرستی قومیت کا تصور بھی عصر حاضر کی ایک اہم خصوصیت یا اس دور کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

### عالم اسلام کا سیاسی انحطاط اور زوال

یورپی اقوام نے جن علاقوں پر تسلط جمایا، اس میں سے ایشیاء اور افریقہ کے بیشتر علاقے ایسے تھے جہاں مسلمان بلحاظ آبادی کثرت میں تھے (مثلاً انڈونیشیا) یا وہ علاقے پہلے مسلمانوں کی حکومت میں شامل تھے (مثلاً برصغیر پاک و ہند اور شمالی افریقہ کے ممالک) انیسویں صدی کے آخر پر روس نے وسط ایشیا کی مسلمان ریاستوں کو ہڑپ کر لیا اور پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر یورپی فاتحین نے شمالی سلطنت کے حصے بخرے کیلئے۔ مسلمانوں کے سیاسی زوال کی یہ انتہاء تھی کہ ایک آدھ ملک کو چھوڑ کر تمام اسلامی ممالک یورپی اقوام کی حکومتی میں چلے گئے اور اپنی سیاسی آزادی کھو بیٹھے۔

### دو عالمی جنگیں اور تیسری تباہ کن جنگ کا خطرہ

عصر حاضر کی ایک خصوصیت جس نے انسانی ذہن کو سب سے زیادہ مضطرب کیا ہے یہ بھی ہے کہ تاریخ انسانی کی دو سب سے زیادہ خوفناک اور وسیع جنگیں اس دور میں لڑی گئیں۔ ان کا میدان جنگ کوئی ایک علاقہ نہیں تھا۔ سائنسی اور صنعتی ترقی نے اسلحہ سازی کے میدان میں انسان کو ایٹم بم ایسی تباہ کن ایجاد تک پہنچا دیا جس کی تباہ کاری دوسری جنگ عظیم میں دنیا مشاہدہ کر چکی ہے۔ اس کے بعد سے اتنا خوفناک اسلحہ ایجاد اور تیار ہو چکا ہے جس کی تباہ کاری اور ہلاکت خیزی کے مقابلے پر ایٹم بم بھی کھلونے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جو پورے کرۂ ارض سے زندگی کا نام و نشان مٹا دینے کیلئے کافی ہے دوسری طرف یہ خطرہ کہ بڑی طاقتوں کی حق دشمن سیاست کسی وقت پوری دنیا کی تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں ”عصر حاضر“ نسل انسانی کا عصر آخری ثابت نہ ہو۔

سوال 5: مستشرقین کا مفہوم اور قرآن، اسلام اور پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے مطالعہ اور تحقیق سے مستشرقین کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ تحریر کریں۔

### جواب: مستشرقین

مستشرق عام طور پر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مشرقی زبانوں، علوم و فنون، آداب و ثقافت اور تہذیب و تمدن پر عبور رکھتا ہو۔ چونکہ بیشتر مستشرقین نے اسلام کو تحقیقات کا موضوع بنایا ہے، اس لئے مستشرقین زیادہ تر غیر مسلم اہل قلم کو کہا جاتا ہے جن کا تعلق مغربی ممالک (یورپ، امریکہ، آسٹریلیا) سے ہو اور انہیں نے اسلام کے بارے میں کچھ لکھا ہو لیکن اب یہ لفظ زیادہ وسیع معنوں میں استعمال ہونے لگا ہے۔ بعض اوقات تو مستشرقین میں وہ تمام غیر مسلم مصنفین شامل سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے اسلام یا آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بارے میں لکھا ہو۔ بیشتر مستشرقین کا تعلق یہودیت یا عیسائیت سے رہا ہے، اس لئے اسلام کے بارے میں ان سے انصاف کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ ان کی تحریروں میں اسلام دشمنی کی جھلک عام نظر آتی ہے ان کے کام کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق اسلام کی خلاف کام کیا ہے اور اسلام اور پیغمبر اسلام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بارے میں بے بنیاد شکوک و شبہات بڑی چال بدستی سے دنیا میں پھیلائے ہیں۔

## چند مشہور مستشرقین کا اعترافات

چند مشہور مستشرقین کا اعترافات درج ذیل ہیں:

### لامارٹن

اگر مقصد کی عظمت، وسائل کی قلت اور حیرت انگیز نتائج، ان باتوں کو انسانی تعقل و تفکر کا معیار بلند مانا جائے تو کون ہے جو تاریخ کی کسی جدید یا قدیم شخصیت کو محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے مقابل لانے کی ہمت کر سکے۔ لوگوں کی شہرت ہوئی کہ انہوں نے فوجیں بنا ڈالیں۔ قوانین وضع کرائے اور سلطنتیں قائم کر ڈالیں لیکن غور طلب یہ ہے کہ انہوں نے حاصل کیا کیا؟ صرف مادی قوتوں کی جمع پونجی؟ وہ تو ان کی آنکھوں کے سامنے لٹ گئی۔ بس صرف یہی ایک آدمی ایسا ہے جس نے یہی نہیں کہ فوجوں کو مرتب کیا، قوانین وضع کیے اور ملکیتیں، سلطنتیں قائم کیں بلکہ اس کی نظر کی میاثر نے لاکھوں متنفس ایسے پیدا کر دیئے، جو اس وقت کی معلوم دنیا کی ایک تہائی آبادی پر مشتمل تھے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر، انہوں نے قربان گاہوں کو، خداؤں کو، دین و مذہب کے پیروکاروں کو، خیالات و افکار کو، عقائد و نظریات کو، بلکہ روحوں کو بدل ڈالا۔ پھر صرف ایک کتاب کی بنیاد پر، جس کا لکھا ہوا ہر ہر لفظ قانون تھا، ایک ایسی روحانی اُمت کی تشکیل کر دی گئی، جس میں ہر زمانے، وطن، قومیت کا حامل فرد موجود تھا۔ وہ ہمارے سامنے مسلم قومیت کی ایک ناقابل فراموش خصوصیت یہ چھوڑ گئے کہ صرف ایک ان دیکھے خدا سے محبت، اور ہر معبود باطل سے نفرت۔“

### گکین

ان سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہیں گزر رہا تھا، جیسا کہ محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کیونکہ منصب نبوت سے سرفراز ہوتے ہی انہوں نے اپنے آپ کو سب سے پہلے ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو انہیں سب سے زیادہ جانتے تھے اور جو ان کی بشری کمزوریوں سے بھی سب سے زیادہ واقف ہو سکتے تھے لیکن دوسرے پیغمبروں کا معاملہ برعکس رہا کہ وہ سب جگہ سب کے نزدیک معزز محترم ٹھہرے الا یہ کہ جو انہیں اچھی طرح جانتے تھے۔“

### مارگولیتھ

محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی وفات کے وقت ان کا سیاسی کام غیر مکمل نہیں رہا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم ایک سلطنت کی جس کا ایک سیاسی و مذہبی دارالسلطنت مقرر تھا، بنیاد ڈال چکے تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے عرب کے منتشر قبائل کو ایک قوم بنا دیا تھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے عرب کو ایک مشترک مذہب عطا کیا اور ان میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مستحکم اور مستقل تھا۔“

### گاڈفری بکینس

عیسائی اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے پیغام نے وہ نشہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے پیروؤں میں پیدا کر دیا تھا، جس کی عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے۔ جب عیسیٰ کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور وہ اپنے پیغمبر کو موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے اس کے برعکس محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈال کر کل دشمنوں پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کو غالب کر دیا۔

### مجاہص

”دنیا کا سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے دس برس کے مختصر زمانہ میں ایک نئے مذہب، ایک نئے فلسفے، ایک نئی شریعت، ایک نئے تمدن کی بنیاد رکھی۔ جنگ کا قانون بدل دیا۔ ایک نئی قوم پیدا کی اور ایک نئی طویل العمر سلطنت قائم کر دی۔ لیکن ان تمام کارناموں کے باوجود امی اور ناخواندہ تھے۔ وہ کون؟ محمد بن عبد اللہ قریشی، عرب اور اسلام کا پیغمبر۔ اس پیغمبر نے اپنی عظیم الشان تحریک کی ہر ضرورت کو خود ہی پورا کر دیا اور اپنی قوم اور اپنے پیروؤں کیلئے اور اس سلطنت کیلئے، جس کو اس نے قائم کیا، ترقی اور دوام کے اسباب بھی خود مہیا کر دیئے۔“

### لیونارڈو

”عظیم..... محض اس لئے ہیں کہ وہ ایک روحانی پیشوا تھے، انہوں نے ایک عظیم ملت کو جنم دیا اور ایک عظیم سلطنت قائم فرمائی بلکہ ان سب سے آگے بڑھ کر یہ ایک عظیم عقیدہ کا پرچار کیا۔ مزید برآں اس لئے بھی (عظیم) تھے کہ وہ اپنے آپ سے بھی مخلص اور وفادار تھے، اپنے امتیوں سے بھی مخلص تھے اور اپنے اللہ تعالیٰ سے بھی مخلص و وفادار تھے۔ ان باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ اسلام ایک کامل، سچا مذہب ہے، جو اپنے ماننے والوں کو انسانیت کی تاریک گہرائیوں سے نکال کر نور و صداقت کی رفعتوں سے ہمکنار کرتا ہے۔“

## آرتھر گل مین

”فتح مکہ معظمہ کے اس موقع پر یہ بات ان کے حق میں جائے گی اور وہ قابل تعریف ٹھہریں گے کہ اس وقت جبکہ اہل مکہ معظمہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سلوک پر انہیں جتنا بھی طیش آتا، کم تھا اور ان کی آتش انتقام کو بھڑکانے کیلئے کافی تھی۔ مگر انہوں نے اپنے لشکر و سپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا، اور اپنے اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی ہنگامی و عبادت کا مظاہرہ کیا۔ اور شکرانہ بجالائے۔ محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم کی فتح درحقیقت دین کی فتح تھی، سیاست کی فتح تھی، انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو پس پشت ڈالا اور کروفر شاہی کے ہر نشان کو مسترد کر دیا۔ اور جب قریش کے مغرور و متکبر سرداران کے سامنے سرنگوں ہو کر آئے تو محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے ان سے پوچھا ”کہ تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟“ وہ بولے ”رحم، اے نبی و فیاض برادر! رحم“، محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ علی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ”جاؤ تم سب آزاد ہو“۔

## لین پول

”اخلاق و عادات میں وہ حد درجہ سادہ تھے۔ البتہ اپنے معمولات میں وہ بہت محتاط تھے۔ ان کا کھانا، پینا، ان کا لباس اور فرنیچر وغیرہ وہی معمولی درجہ کا تھا، اور ہمیشہ وہی رہا جبکہ وہ اپنی طاقت و حکومت کی معراج تک پہنچے۔ انہیں تخیل و تصور کی بے پناہ قوتیں ودیعت ہوئی تھیں، ان کا ذہن رسیا تھا، نازک سے نازک جذبات و احساسات کا پرتو قبول کر لیتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پردے کے پیچھے بھی ایک کنواری سے زیادہ باحیاء، عفت مآب اور شرمیلے تھے۔ اپنے چھوٹوں سے انتہائی رعایت کرتے اور یہ پسند نہ کرتے کہ ان کی کمزوریوں کو تلاش کر کے ان کا مذاق اڑایا جائے۔ ان کے خادم انس کہتے ہیں کہ دس سال تک ان کی خدمت میں رہا لیکن انہوں نے کبھی اف تک نہ کہا۔ انہیں بچوں سے بہت محبت تھی، وہ انہیں راستے میں روک لیتے تو بس اتنا کہتے کہ ”اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو“ جب ان سے کسی کے بارے میں بدعا کرنے کی درخواست کی جاتی تو فرماتے: ”میں بد دعا کرنے کیلئے نہیں بھیجا گیا ہوں، میں تو انسانیت کیلئے رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں“ وہ بیماروں کی عیادت کرتے، کوئی جنازہ ملتا تو پیچھے چلتے، غلام کی دعوت کو بھی قبول کر لیتے، اپنے کپڑوں کی مرمت خود کرتے، بکریوں کا دودھ خود دھو لیتے، اور دوسروں کا ہمہ تن انتظار کر لیتے۔ وہ اپنی ازواج کے ساتھ ایک قطار میں بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے معمولی مکانوں میں رہتے تھے۔ وہ آگ خود جلا لیتے، فرش پر جھاڑو دے لیتے، تھوڑا بہت کھانا جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا، اس میں وہ لوگ ہمیشہ شریک ہوتے جو وہاں موجود ہوتے، ان کے گھر کے باہر ایک چھپر (صفہ) تھا جہاں ایسے متعدد غریب افراد موجود رہتے جن کی گزر بسر کا تمام تر انحصار انہی کی فیاضی پر تھا۔“

## ڈے ون پورٹ

”یہ بات ان کی زندگی کے ہر واقعہ سے ثابت ہے کہ ان کی زندگی اغراض و مفاد پرستی سے کلیہً خالی تھی۔ مزید یہ کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اپنی نگاہوں کے سامنے دین کے مکمل قیام و استحکام اور لامحدود اختیارات حاصل ہو جانے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ذات اور ان کی تسکین کا کوئی سامان بہم نہیں پہنچایا۔ بلکہ آخر وقت تک اسی طرز و انداز کو برقرار رکھا جو اول دن سے ان کے بود و باش سے نمایاں تھا۔“

